عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۲۱ تا ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۴ تا ۳۰ اکتوبر ۹۷ | شمارہ نمبر ۲۲

شہید مظلوم شیخ الحدیث

مولانا انیس الرحمٰن درخواستی

امام ابوحنیفہ کا مقام و مرتبہ

حج کی بخاری کیوں؟

سیاست کے فرعون سے ایک باب

ربوہ کے مرزائی

قادیانی نبوت کی حقیقت اور اوصاف و لوازم

قیمت: ۵ روپے

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حج کیلئے چھٹی کا حصول

س..... میں حکومت قطر میں ملازمت کر رہا ہوں حج سے متعلق مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ قطر حکومت دوران ملازمت ہر ملازم کو حج کیلئے ایک ماہ کی چھٹی مع تنخواہ دیتی ہے اور پہلا ہی حج فرض ہوتا ہے۔ میں صاحب حیثیت ہوں اور حج پر جانا چاہتا ہوں۔ کیا میں حکومت قطر کی حج چھٹیوں میں یا اپنی سالانہ چھٹیاں لیکر حج پر جاؤں؟ کیا ان دونوں چھٹیوں میں فرق سے ثواب میں فرق پڑے گا؟ میرے دوست نے حکومت قطر کی چھٹیوں پر حج کیا ہے اگر ثواب میں فرق ہو تو دوبارہ حج کرنے کیلئے تیار ہوں؟

ج..... اگر قانون کی رو سے چھٹی مل سکتی ہے اور اس کیلئے کسی غلط بیانی سے کام نہیں لینا پڑتا ہے تو حج کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

حکومت کی اجازت کے بغیر حج کو جانا

س..... حکومت کی پابندی کے باوجود جو لوگ چوری یعنی غلط راستوں سے حج کرنے جاتے ہیں اور حج بھی نفلی کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

ج..... حکومت کے قانون کی خلاف ورزی میں ایک تو عزت کا خطرہ ہے کہ اگر پکڑے گئے تو بے عزتی ہوگی۔ دوسرے بعض اوقات احکام شرعیہ کی خلاف ورزی بھی لازم آتی ہے۔ مثلاً" بعض اوقات میقات سے بغیر احرام کے جانا پڑتا ہے جس سے دم لازم آتا ہے۔ اگر قانونی گرفت اور احکام شرعیہ کی مخالفت کا خطرہ نہ ہو تب تو مضائقہ نہیں ورنہ نفلی حج کیلئے وبال سر لینا ٹھیک نہیں۔

رشوت کے ذریعہ سعودی عرب میں ملازم کا والدین کو حج کرانا

س..... ایک شخص ملک سے باہر کمانے کیلئے کوشش کرتا ہے اور کسی (ریکروٹنگ ایجنسی) یا ادارے کو بطور رشوت ۱۰ یا ۱۲ ہزار روپے دیکر سعودی ریال کمانے جاتا ہے' وہ ایک سال یا دو سال کے بعد اسپانسر شپ اسکیم کے تحت اپنے والد یا والدہ کو حج کراتا ہے' اس سلسلے میں یہ بتائیں کہ کیا اس طرح کا حج اسلام کے عین مطابق ہے؟ کیونکہ وہ شخص محنت کر کے تو کماتا ہے مگر جس طریقے سے وہ باہر گیا ہے یعنی رشوت دیکر تو اس کے والدین کا حج قبول ہوگا یا نہیں؟

ج..... رشوت دیکر ملازمت حاصل کرنا ناجائز ہے' مگر ملازمت ہو جانے کے بعد اپنی محنت سے اس نے جو روپیہ کمایا وہ حلال ہے۔ اور اس سے حج کرنا یا اپنے والدین اور دیگر اعزہ کو حج کرانا جائز ہے۔

خود کو کسی دوسرے کی بیوی ظاہر کر کے حج کرنا

س..... میرا مسئلہ دراصل کچھ یوں ہے کہ میرا نام محمد اکرم ہے میرا ایک دوست جس کا نام محمد اشرف ہے۔ اب میرے دوست یعنی محمد اشرف کا کچھ تھوڑا سا جھگڑا اپنے کفیل کے ساتھ تھا۔ لہٰذا اس نے اپنی بیوی کو یہاں حج پر بلانا تھا سو اس نے میرے نام پر اپنی بیوی کو حج پر بلایا یعنی اس نے نکاح نامہ پر بھی میرا نام لکھوایا اور کاغذی کارروائی میں وہ میری ہی بیوی بن کر یہاں آئی۔ اب میں ہی اسے لینے ایئرپورٹ پر گیا۔ ایئرپورٹ سیکورٹی والوں نے میرا اقامہ دیکھ کر میری بیوی جان کر اس کو باہر آنے دیا (ایئرپورٹ سے) اب عورت اپنے اصل خاوند کے پاس ہی ہے۔ اور اس نے حج بھی کیا ہے اب آپ یہ بتائیں کہ یہ حج صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا اگر یہ غلط ہے اور گناہ ہے تو میں کس حد تک مجرم ہوں؟

ج..... فریضہ حج تو اس محترمہ کا ادا ہوگیا۔ مگر جعل سازی کے گناہ میں تینوں شریک ہیں' وہ دونوں میاں بیوی بھی اور آپ بھی۔

عمرہ

عمرہ حج کا بدل نہیں

س..... اسلام کا پانچواں رکن (صاحب استطاعت کیلئے) فریضہ حج کی ادائیگی کرنا فرض ہے۔ مگر اکثر بزنس پیشہ حضرات جب وہ اپنا بزنس ٹرپ یورپ یا امریکہ وغیرہ کا کرتے ہیں تو وہ لوگ واپسی میں یا جاتے ہوئے مکۃ المکرمہ جاکر عمرہ ادا کرتے ہیں اور یہی حال پاکستان کے اعلیٰ افسران کا ہے جو حکومت کے خرچ پر یورپ وغیرہ برائے ٹریننگ یا حکومت کے کسی کام سے جاتے ہیں تو وہ حضرات بھی واپسی میں عمرہ ادا کرکے آتے ہیں۔ مگر فریضہ حج ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ غالباً" ان کا خیال ہے کہ عمرہ ادا کرنا حج کا نعم البدل ہے۔ عرض کرنے کا مقصد ہے کہ عمرہ ادا کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا عمرہ ادا کرنا حج کا نعم البدل ہے؟

ج..... یورپ و امریکہ جاتے آتے ہوئے اگر عمرہ کی سعادت نصیب ہو جائے تو عمرہ تو کرلینا چاہئے لیکن عمرہ حج کا بدل نہیں ہے۔ جس شخص پر حج فرض ہو' اس کا حج کرنا ضروری ہے محض عمرہ کرنے سے فرض ادا نہیں ہوگا۔

عمرہ اور قربانی کیلئے عقیقہ شرط نہیں

س..... کیا وہ شخص عمرہ کرسکتا ہے جس کا عقیقہ

باقی ص ۲۷ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۲۲ — ۲۱ تا ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۴ تا ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۷ء — قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد، فیصل عرفان

اس شمارے میں

- پاکستان کے پچاس سال اور قادیانیت کی ریشہ دوانیاں — ۳
- عقیدۂ حیات مسیح علیہ السلام .... (مولانا محمد یوسف لدھیانوی) — ۶
- قادیانی نبوت کی حقیقت اور اوصاف ولوازم (مولانا عبداللطیف مسعود) — ۸
- امام ابو حنیفہؒ کا مقام و مرتبہ (ڈاکٹر حاجی ولی محمد) — ۹
- ربوہ کے مرزائی (وکیل انجم) — ۱۴
- جج کی بکاری کیوں؟ (ابو شفقت قریشی سہام) — ۱۸
- شیخ الحدیث مولانا انیس الرحمٰن درخواستیؒ (مولانا سعید احمد جلالپوری) — ۲۱
- خاتم الانبیاء اور تبلیغ اسلام کے ابتدائی مراحل (حافظ محمد سعید اسعد) — ۲۳
- مولانا قاری عبدالحلیم چشتیؒ (قاری سلیم رفیق) — ۲۵

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا	۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات	۷۰ امریکی ڈالر
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک	۶۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹۔۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

زرِ تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زرِ تعاون ارسال فرماکر سالانہ خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کردیا جائیگا

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی (فون) ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان (فون) ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171 737-8199.

ناشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقامِ اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آزادی کے پچاس سال اور قادیانی ریشہ دوانیاں ....9....

آج پھر قادیانی اپنی سابقہ روش پر گامزن ہیں۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کی بے جا حمایت، بعض سیاست دانوں کے غیر ذمہ دارانہ بیانات اور مرزا طاہر کے روایتی دعووں نے قادیانیوں کے جسد مردہ میں روح پھونکنے کی بے سود کوشش کی ہے، جس کے بعد قادیانیوں نے خلاف اسلام تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کرنے کی کوشش کر کے اہل اسلام میں اشتعال پیدا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں فرقہ وارانہ فسادات، دشمن ممالک کے لئے جاسوسی، بین الاقوامی سطح پر اسلام اور پاکستان کے خلاف بے بنیاد جھوٹے پروپیگنڈے کی مہم، غیر ملکی ذرائع ابلاغ کو اسلام اور پاکستان کے خلاف اکسانے جیسے مذموم اقدامات کے ذریعہ ذریت قادیان اپنی جھوٹی نبوت کی گاڑی کو کھینچنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے، لیکن افسوس کہ ان کی بیل منڈھے چڑھتے نظر نہیں آتی۔ پچھلے پچاس سال کے عرصے میں انہوں نے سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی ہر شعبے میں اپنا عمل دخل اور تسلط قائم کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے قادیانیت کے بیج کو جڑ نہ پکڑنے دیا۔ افواج پاکستان پر ایک وقت میں ایڈمرل (ریٹائرڈ) حفیظ سربراہ بحریہ، ایئر چیف مارشل (ریٹائرڈ) ظفر چوہدری سربراہ فضائیہ جیسے سکہ بند قادیانیوں کا تسلط رہا، جنہوں نے افواج پاکستان کو قادیانیت کے شکنجے میں کسنے کی بھرپور کوشش کی، لیکن محض فضل الٰہی کی بدولت افواج پاکستان ان کے فتنوں سے محفوظ رہیں۔ معیشت کا بیڑا غرق کرنے کے لئے قادیانیوں نے کیا کیا جتن نہیں کئے، ان کے پاکستان کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے جھوٹے پروپیگنڈے کی بدولت پاکستان کی برآمدات پر نمایاں فرق پڑا، لیکن الحمدللہ وطن عزیز آج بھی کرۂ ارض پر قادیانیوں کے سینوں پر مونگ دلنے کے لئے اسی آب و تاب سے موجود ہے۔ (....جاری ہے....)

انٹرنیٹ، قادیانیت اور اسرائیل

پاکستان کی سرکاری خبر رساں ایجنسی اے پی پی کے مطابق مصر سے شائع ہونے والے اخبار "عقیدتی" نے اپنی ایک خبر میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی حکومت نے قادیانیوں کو ہیڈ کوارٹر اور ایک ٹی وی چینل کے لئے عمارت فراہم کر دی ہے۔ اخبار کے مطابق قادیانیوں نے کمپیوٹر کے بین الاقوامی نظام انٹرنیٹ پر "یاہو ویب" کے عنوان سے جو صفحہ کھولا ہے، اس میں اسلام کے بارے میں متعدد غلط رپورٹیں، قابل اعتراض تصاویر، علامتیں اور نغمات منسوب کئے گئے ہیں۔

انٹرنیٹ کے حوالے سے قادیانی سرگرمیاں تو کافی عرصے سے ہمارے علم میں تھیں، اور قادیانی اسلام کو بدنام کرنے کے لئے جس گھناؤنے انداز میں اس بین الاقوامی میڈیا کو استعمال کر رہے ہیں، یہ بھی کوئی نئی بات نہیں ہے، لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ سرکاری خبر رساں ایجنسی کی جاری کردہ خبر میں یہ تذکرہ کیسے آگیا کہ قادیانی اسلام کے خلاف منظم مہم چلا رہے ہیں، اور اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ علم ہونے کے باوجود کہ قادیانی ہمیشہ سے ملک و ملت کے غدار رہے ہیں، انہیں اعلیٰ مراعات فراہم کی جاتی رہی ہیں، اور ان کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو دیوانے کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔

اب جبکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ قادیانی لابی کو اسرائیل میں اسرائیلی حکومت کی جانب سے ہیڈکوارٹر اور ٹی وی چینل کے لئے عمارت فراہم کردی گئی ہے' اس کے باوجود مسلمان حکمرانوں کی آنکھیں بند ہونا' اور ان کا قادیانیوں کو اپنے وجود کی بقا کے لئے خطرہ نہ سمجھنا اچنبھے کی بات ہے۔ اس خبر نے قادیانی' یہودی گٹھ جوڑ کا پردہ چاک کردیا ہے' اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ قادیانی لابی یہودی مفادات کی نگران ہے' اور ان کے آلہ کار کی حیثیت سے دنیا میں کام کر رہی ہے۔ واضح رہے کہ اسرائیل میں ریاستی مذہب کے علاوہ سوائے قادیانیوں کے دنیا کے کسی بھی مذہبی مشن کو کام کرنے کی قطعاً" اجازت نہیں ہے۔ ماضی قریب میں یہ حقیقت پریس رپورٹوں کے ذریعہ اخبارات کا حصہ بنتی رہی ہے کہ سینکڑوں قادیانی اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ طور پر شامل ہیں' اور آج تک قادیانی امت کا کوئی فرد اس حقیقت کی تردید کرنے کی جرات نہیں کر سکا' بلکہ بعض اخبارات نے اسرائیل میں کام کرنے والے قادیانی مشن کے سربراہ کی اسرائیلی صدر کے ساتھ ملاقات کی تصاویر تک شائع کی ہیں۔

انٹرنیٹ کمپیوٹر پروگرام میں قادیانیوں نے پاکستان میں اپنی عبادت گاہوں کے خلاف ہونے والے خود ساختہ ایکشن کی فرضی اور خود تراشیدہ فلمیں بھی شامل کی ہوئی ہیں' جن کی حقیقت کے بارے میں کوئی تبصرہ کرنا یوں بیکار ہے کہ وہ خود قادیانیوں کے نزدیک بھی جعلی اور بوگس ہیں۔ پاکستان میں مارے جانے والے قادیانیوں کی فہرست بھی جھوٹ کے پلندے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ اس کے برعکس مراعات یافتہ قادیانیوں کی ایک بے حد طویل فہرست اس بات کی ترجمان ہے کہ قادیانی آج تک پاکستان میں ان اعلیٰ ترین مراعات سے لطف اندوز ہوتے رہے ہیں' جو عام پاکستانی مسلمانوں کو حاصل تو کیا ان کے وہم اور گمان میں بھی نہیں رہیں' اور آج تک حکومت یا کسی حلقے نے ان کے خلاف آئین اور قانون کے دائرے سے باہر کوئی ایکشن نہیں لیا' اور آج تک کسی قادیانی عبادت گاہ کے نام نہاد تقدس کو پامال نہیں کیا گیا۔

اس کے برعکس جب ہم مرزائیوں کے کردار پر نظر ڈالتے ہیں تو سربراہ سے لے کر ایک عام قادیانی تک ہر ایک بدکرداری کی معراج کو پہنچا ہوا نظر آتا ہے۔ مرزا طاہر آئے دن ڈش انٹینا پر اپنے ٹی وی چینل کے ذریعہ اسلام اور پاکستان کے خلاف زہر اگلتا دکھائی دیتا ہے' اور پاکستان کے موجودہ حالات کو قادیانیوں پر مظالم کی سزا قرار دیتا ہے۔ مرزا طاہر نے گزشتہ دنوں یہ دھمکی دی تھی کہ ۱۹۹۷ء مولویوں کی بربادی کا سال ثابت ہو گا' اور اس کی اس دھمکی کے فوری بعد پاکستان میں مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام کا قتل عام شروع ہو گیا تھا' لیکن حکومتی انتظامیہ نے ان واقعات میں قادیانیوں کے ملوث ہونے کے امکان پر غور کرنے کو قابل اعتنا ہی نہ سمجھا' حالانکہ اس پہلو کو سب سے پہلے مد نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت انٹرنیٹ سمیت ہر محاذ پر قادیانی سرگرمیوں کے سدباب کے لئے اپنے محدود وسائل کے باوجود سرگرم عمل ہے' لیکن اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم اسلام متحد ہو کر قادیانیوں اور انکے آقاؤں کا مقابلہ کرے۔ ایسے مسلمان کمپیوٹر انجینئروں کی کمی نہیں' جو اس فتنے کے خلاف اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کر سکیں' اگر حکومتی سرپرستی میں ان سے موثر انداز میں کام لیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ انٹرنیٹ کے میدان سے بھی جلد ہی قادیانیوں کو بھاگنے پر مجبور کردیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم حکومت پاکستان سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو اعلیٰ ترین مراعات دینے کی پالیسی فی الفور ترک کر کے عالمی ذرائع ابلاغ میں بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے قادیانی پروپیگنڈے کا موثر سدباب کیا جائے' اور قادیانیوں کی خلاف قانون سرگرمیوں پر پابندی عائد کر کے انہیں آئین کا پابند کیا جائے ورنہ کسی بھی وقت حالات ناگفتہ بہ ہو سکتے ہیں' جس کا فی الوقت پاکستان متحمل نہیں ہو سکتا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

(مدیر پیغام صلح کے جواب میں)

عقیدۂ حیات مسیح علیہ السلام

قسط نمبر ۵

نواں شبہ : "حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: انما اخذ اللہ میثاق النبیین علی اممھم یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا میثاق ان کی امتوں پر لیا۔ اس لئے حضرت عیسیٰؑ کو شہادت دینے کی کیا ضرورت؟"

پروفیسر صاحب! آپ کے منہ میں گھی اور شکر' آج آپ نے ترجمان القرآن' حبر الامت حضرت ابن عباسؓ کا نام لیا' جزاک اللہ! مرحبا! اچھا یہ فرمایئے کہ اگر یہی حضرت ابن عباسؓ فرمادیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا' اور یہ کہ وہ قرآنی و نبوی پیشگوئی کے مطابق قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا میری اور آپ کی بحث کا فیصلہ ہوجائے گا؟ اور کیا آپ ان کے فیصلے پر سر تسلیم خم کردیں گے؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو ماشاء اللہ' اور اگر نہیں تو انصاف فرمایئے کیا حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد صرف میرے ہی سامنے پیش کرنے کی چیز ہے؟ یہ تو شاید آنجناب کو بھی مسلم ہی ہوگا کہ سیدنا ابن عباسؓ مجھ سے اور آپ سے زیادہ قرآن جانتے تھے' اس کے مفہوم و مدعا سے باخبر تھے' اور اس کی تصریحات و ارشادات کو سمجھتے تھے یا نہیں؟

اب سنئے میثاق کی بات! قرآن کریم نے اس عہد و پیمان کا ذکر کیا ہے جو (غالباً "عالم ارواح میں) انبیاء کرام علیہم السلام سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا۔ سب نے ایمان و نصرت کا عہد و پیمان باندھا۔ اب رہی یہ بات کہ یہ عہد پورا کس کس وقت ہوا اور کس کس شکل میں ہوا؟ اس کو قرآن کریم نے ذکر نہیں فرمایا' میرے آقا حضرت ابن عباسؓ نے اس کی ایک شکل تجویز فرمادی کہ ہر نبی سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ اپنے وقت میں اپنی امت کو اس عہد و پیمان کی وصیت کرے کہ جب حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو فوراً" آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کی نصرت و حمایت کے لئے کمربستہ ہوجاؤ' گویا انبیاء کرام کا اپنی اپنی امتوں کو وصیت کرنا اور امتوں کا نیابتاً" اس عہد کو پورا کرنا یہ ایفائے عہد کی ایک شکل ہوئی۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سیدنا ابن عباسؓ کے ارشاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تدبر نہیں فرمایا ورنہ وہ بھی اس عہد کے نیابتاً" پورا ہونے ہی کے قائل ہیں' اس کے برعکس آنجناب نے جو تقریر فرمائی ہے اس سے یا تو قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے' یا انبیاء کرام پر نعوذ باللہ عہد شکنی کا الزام عائد ہوتا ہے' کیونکہ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ انبیاء کرام سے یہ عہد لیا گیا کہ "تم ایمان لاؤ گے اور نصرت کرو گے" اب ظاہر ہے کہ انبیاء کرام بذات خود تو نصرت کر نہیں سکے۔ ادھر نیابت کے اصول کو آنجناب تسلیم نہیں کرتے' کیونکہ بقول آپ کے

"ایمان اسی نبی نے لانا ہے اور مدد اسی نبی نے کرنی ہے' اس میں کیا تک ہے کہ وہ دوسرے کو کہے کہ بھئی میں تو نہ ایمان لاتا ہوں اور نہ مدد کرتا ہوں' تم میری طرف سے ایمان بھی لے آؤ اور مدد بھی کرو' کیا یہ خدا کے حکم کی عدولی اور عہد شکنی نہیں؟"

ظاہر ہے کہ آپ کے اصول کے مطابق جب اس معاملہ میں ایک نبی دوسرے نبی کی نیابت نہیں کرسکتا' کیونکہ بقول آپ کے یہ عہد شکنی ہے۔ تو کوئی امتی اس معاملہ میں کسی نبی کی نیابت کیسے کرسکتا ہے؟ اور اس کی نیابت آنجناب کی بارگاہ میں کیسے قبول ہوسکتی ہے؟ گویا آپ کے نظریہ کے مطابق یا تو قرآن نے اس میثاق کی خبر نعوذ باللہ غلط دی ہے' یا انبیاء کرام عہد شکنی کے مرتکب ہوئے۔

بہرحال سیدنا ابن عباسؓ نے ایفائے عہد کی جو شکل بیان فرمائی ہے اسی میں حصر نہیں' اس کے علاوہ بھی اور شکلیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً شب معراج میں تمام انبیاء کرام مقتدی ہوئے امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب امامت تفویض کیا گیا۔ سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی' کیوں نہ اس واقعہ کو بھی اسی "لتومنن بہ ولتنصرنہ" کی ایک شکل سمجھا جائے؟ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو آگاہ فرمادیا ہے کہ:

"الانبیاء اخوۃ لعلات' امھاتھم شتی و دینھم واحد وانا اولی الناس بعیسی بن مریم' لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ نازل فاذا رایتموہ" الخ

(النبوۃ فی الاسلام ص ۹۲)

ترجمہ: "نبی علاتی بھائی ہوتے ہیں' ان کی مائیں

مختلف ہوتی ہیں اور ان کا دین ایک ہے اور میں سب سے زیادہ قریب ہوں عیسیٰ بن مریم سے میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ ضرور نازل ہونے والا ہے پس جب تم اس کو دیکھو......"

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بیان فرما رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری دین اسلام کی نصرت و حمایت کے لئے ہونے والی ہے' اگر میں نے یہ عرض کر دیا کہ یہ بھی اسی عہد و پیمان کے ایفاء کی ایک شکل ہے تو اس میں کیا بے جائیت ہے؟ اور سیدنا ابن عباسؓ کے ارشاد سے اس کا کیا تعارض ہے؟

رہا آنجناب کا یہ ارشاد کہ "وہ ایک بار یہ میثاق پورا کر چکے ہیں اب دوبارہ کیا ضرورت؟" یہ میری عقل و فہم سے بالا تر ہے' جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہیں تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت کے فرض پر جب بھی مامور کیا جائے گا وہ اسے بسرو چشم بجالائیں گے۔ مامور کرنے والا خدا ہے' فرض بجائی عیسیٰ علیہ السلام کر رہے ہیں' میں' آپ یا کوئی اور کون ہوتا ہے جو ان پر یہ حکم امتناعی جاری کرے کہ "نہیں جناب! آپ ایک بار یہ کام کر چکے ہیں' اب ضرورت نہیں' تشریف لے جایئے۔"

اسی طرح آنجناب کا یہ ارشاد بھی ناقابل فہم ہے کہ "عہد و میثاق ہمیشہ تحریری ہوتا ہے" جو عہد و پیمان زبانی ہو اس کو آپ کیا نام دیں گے؟ اور اس کا پورا کرنا بھی لازم ہے یا نہیں؟ اور پھر انبیاء کرام سے تو یہ عہد عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔ کیا اسی وقت ان سب کو تحریر لکھ کر بھی دے دی گئی تھی؟

دسواں شبہ : "ایک بار تو حضرت عیسیٰؑ پر انجیل اتر چکی ہے' جس میں آنحضرت صلعم کے متعلق بشارت موجود ہے۔ اب ان پر کوئی دوسری کتاب اترنی چاہئے۔"

افسوس ہے اس "اترنی چاہئے" کی منطق میں نہیں سمجھ سکا' کیوں اترنی چاہئے؟ اس کی ضرورت اور وجہ؟ شاید لفظ "ثم" پر نظر نہیں گئی۔ اس پر ذرا اچھی طرح غور فرما کر سوال کیجئے۔

گیارھواں شبہ : "یثرب کے نبی معصوم کو' جنہیں ساری نسل انسانی کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا' آپ مدینہ میں مدفون سمجھتے ہیں' مگر حضرت عیسیٰ کو جنہیں انجیل اور قرآن دونوں بنی اسرائیل کی طرف بھیجا جانے والا رسول کہتے ہیں' انہیں عرش پر زندہ سلامت سمجھے بیٹھے ہیں۔"

یہ شبہ آپ سے پہلے کئی بار پیش کیا جا چکا ہے مجھے توقع نہ تھی کہ آنجناب بھی اسے زیب رقم فرمائیں گے' تاہم مجھے مسرت ہے کہ آپ جتنے شبہے بھی پیش کریں میں اپنی ناچیز استطاعت کے مطابق انہیں زائل کرنے کی کوشش کروں۔ وما توفیقی الا باللہ

سب سے پہلے تو میں آنجناب کی یہ غلط فہمی زائل کرنا چاہتا ہوں کہ "ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عرش پر بیٹھے سمجھتے ہیں۔" غالباً آنجناب نے آسمان اور عرش کو مترادف سمجھ لیا ہے' مگر واقعہ یہ ہے کہ آسمان اور چیز ہے اور عرش اس سے الگ چیز ہے' مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عرش پر نہیں' بلکہ آسمان پر زندہ سمجھتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ کا یہ شبہ دراصل تین شبہات کا مجموعہ ہے:

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت شدہ ہونا اور حضرت عیسیٰ کا زندہ ہونا۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین پر ہونا یا زمین میں مدفون ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر ہونا۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا مختصر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کا طویل ہونا۔

یہ تمام چیزیں آنجناب کے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کی موجب اور حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی فضیلت و برتری کو مستلزم ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ یہ سراسر غلط فہمی ہے' غالباً" آنجناب کی غلط فہمی کا منشاء یہ ہے کہ آپ نے (معاف کیجئے عیسائیوں اور نیچریوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر) اپنے خیال میں یہ طے کر لیا ہے کہ جو زندہ ہو وہ فوت شدہ سے افضل ہوتا ہے' جو آسمان پر ہو وہ زمین والوں سے برتر ہوتا ہے' اور جس کی عمر لمبی ہو وہ چھوٹی عمر والے سے بہتر ہوتا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کیا یہ اصول' جس پر آپ کے شبہ کی ساری عمارت کھڑی ہے' صحیح ہے؟ اور آپ کو مسلم ہے؟ آپ ذرا بھی تامل سے کام لیں گے تو آپ پر اس اصول کی غلطی فوراً" واضح ہو جائے گی۔ محترم! کسی شخص کا مدفون اور دوسرے کا زندہ ہونا نہ اول الذکر کی تنقیص کا موجب ہے' نہ ثانی الذکر کی فضیلت کا۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت جو لوگ زندہ تھے یا اب زندہ ہیں۔ کیا آپ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھ لیں گے۔ نعوذباللہ' یا کیا ان لوگوں کا زندہ ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کا موجب ہے؟ دور کیوں جایئے' مرزا صاحب زیر زمین مدفون ہیں اور آنجناب ماشاء اللہ زندہ سلامت (عرش پر نہ سہی) کرسی پر متمکن ہیں' کیا کسی احمق کو اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ آپ مرزا صاحب سے افضل ہیں؟ یا یہ کہ آپ کے زندہ ہونے میں مرزا صاحب کی توہین و تنقیص ہے؟ غور فرمایئے! کیا یہ دلیل ہے یا محض سفسطہ؟

(باقی آئندہ......)

مولانا عبداللطیف مسعود.....ڈسکہ

قادیانی نبوت کی حقیقت اور اوصاف و لوازم

نوع انسانی میں نبوۃ ایک اعلیٰ ترین مقام و منصب ہے جس کو خالق کائنات نے انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کیلئے جاری فرمایا ہے اس کی حقیقت لوازمات اور متعلقات سب طے شدہ ہیں۔

چنانچہ علمائے امت نبوت و رسالت کی تعریف یوں کرتے ہیں:

النبی انسان بعثہ اللّٰہ لتبلیغ ما اوحی الیہ وکذا الرسول وقد یخص بمن لہ شریعۃ و کتاب فیکون اخص من النبی (شرح المقاصد للعلامہ التفتازانی ص ۱۷۳ ج ۲ طبع لاہور)

ترجمہ (یعنی نبی وہ انسان کامل ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے احکام و مرضیات مخلوق تک پہنچانے کیلئے مبعوث کرتا ہے اور اسی طرح رسول کا منصب بھی یہی ہے۔ اور بعض نے رسول کو خاص کیا ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے جو جدید کتاب و شریعت کے ساتھ آئے)

☆ اسی طرح مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں مذکور ہے :

الرسول ھو انسان بعثہ اللّٰہ لتبلیغ الاحکام الی الخلق۔

ترجمہ (یعنی رسول وہ شخصیت ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے احکام مخلوق تک پہنچانے کے لئے مقرر کرتا ہے)

ازاں بعد قرآن کریم میں خواص نبوت کا مختلف مقامات پر ذکر فرمایا ہے مثلاً:

(۱) نبوت امر وہبی ہے اکتسابی نہیں

فرمایا اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الانعام ۱۲۴)

ترجمہ (اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں کہ وہ امر رسالت کا کسے مورد بنائے)

(۲) اللّٰہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس (الحج ۷۵)

(۳) ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ (النحل ۲)

(۴) فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای الخ (البقرہ ۳۸)

(۵) یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیتی الخ (الاعراف ۳۵)

(۶) کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللّٰہ النبیین مبشرین و منذرین (البقرہ ۲۱۳)

(۷) وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنو باللّٰہ و رسلہ (آل عمران ۱۷۹)

غرضیکہ تمام قرآن مجید میں رسالت اور نبوت کو اللہ تعالیٰ کے فضل و ارادہ پر ہی منحصر کیا گیا ہے جہاں بھی ارسال رسل اور بعثت انبیاء کا تذکرہ ہے وہاں ان کی نسبت واضافت اللہ تعالیٰ کی ہی طرف فرمائی گئی ہے (جیسے انا ارسلنا نوحا الی قومہ' ثم ارسلنا موسی واخاہ ھارون' ولقد ارسلنا الی ثمود اخاھم صالحا ثم ارسلنا رسلنا تترٰی) کہیں بھی از خود یا غیر کی طرف نسبت نہیں ملتی۔ لہٰذا مندرجہ بالا آیات اور دیگر بے شمار آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نبوت اکتسابی نہیں بلکہ محض عطیہ الٰہیہ ہے کوئی بھی انسان چاہے کتنا ہی پاکباز اور روحانیت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسے اللہ کریم متعین نہ فرمائیں علامہ تفتازانی" المتوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں کہ:

فالحق ان البعثۃ لطف من اللّٰہ تعالیٰ و رحمۃ یحسن فعلھا ولا یقبح ترکھا علی ما ھو المذہب فی شعائر الالطاف ولا تبتنی علی استحقاق من المبعوث واجتماع اسباب و شروط فیہ بل اللّٰہ تعالیٰ یختص برحمتہ من یشاء من عبادہ وھو اعلم حیث یجعل رسالتہ (شرح المقاصد ص ۱۷۳ ج ۲)

ترجمہ (یعنی حقیقت یہ ہے کہ بعثت رسل و انبیاء یہ محض اللہ تعالیٰ کے لطف و رحمت پر مبنی ہے' اس کا حصول نہایت عمدہ چیز ہے لیکن کسی کو نبوۃ نہ ملنا کوئی عیب نہیں۔ جیسا کہ دوسرے انعامات کا معاملہ ہے' کہ کسی نعمت کا حصول بہتر اور فضیلت کی بات ہے اور عدم حصول کوئی عیب کی بات نہیں اور یہ حصول نبوت و رسالت یہ نہ تو مبعوث یعنی نبی کے استحقاق (میرٹ و صلاحیت و استعداد) پر مبنی ہے اور نہ ہی اسباب و شروط کے اجتماع پر منحصر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہیں اپنی رحمت و لطف سے سرفراز فرمادیں' کیونکہ ھو اعلم حیث یجعل رسالتہ)

ازاں بعد لوازم نبوت کا تذکرہ قرآن مجید کے متعدد مقامات پر یوں بیان فرمایا گیا ہے مثلاً"

(۱) وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم (یوسف ۱۰۹، انبیاء ۷)

ترجمہ (ہم نے آپ سے پہلے آدمی ہی رسول بنا کر ان کی طرف وحی فرمائی)

(۲) وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون (الانبیاء ۲۵ دیگر بے شمار آیات)

ترجمہ (ہم نے آپ سے پہلے ہر رسول کو یہی پیغام دے کر بھیجا کہ میرے سواء کوئی بھی معبود نہیں سو تم میری ہی عبادت کرو)

(۳) وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم (ابراہیم ۴)

ترجمہ (ہم نے ہر رسول اس کی قومی زبان میں وحی دے کر بھیجا)

بعثت انبیاء کے مقاصد:

(۴) لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط (الحدید ۲۵)

ترجمہ (بلاشبہ ہم اپنے رسول واضح دلائل بھیج کر بھیجے اور ان کے ساتھ کتب و صحائف اور ترازو عدل بھی اتارا تاکہ معاشرہ انسانی عدل و انصاف پر قائم ہو جائے)

(۵) ان کو تمام عوارضات بشریہ لاحق ہوتے تھے

وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام و یمشون فی الاسواق (فرقان ۲۰)

ترجمہ (ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجے وہ بھی کھاتے پیتے اور بازاروں راستوں پر چلتے پھرتے تھے' (وہ فرشتے نہ تھے کہ ان کو انسانی ضروریات لاحق نہ ہوئی ہوں)

(۶) ولقد ارسلنا رسلا وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ (الرعد ۳۸)

ترجمہ (ہم نے رسول بھیجے اور دیں ان کو بیویاں اور اولاد)

فائدہ: یعنی وہ نوع بشر سے تھے تمام ضروری عوارض بشری رکھتے تھے ان کے بیوی بچے بھی ہوتے تھے وہ کوئی مافوق البشر مخلوق نہ تھے اور نہ ہی دنیا سے کٹ کر رہبانیت کی زندگی گزارتے تھے۔ اسی طرح ہر وہ آیت جس میں بطور حصر کسی وصف نبوت کا ذکر ہے وہ اوصاف نبوت میں شمار ہوگی تو مندرجہ بالا آیات اور دیگر آیات سے درج ذیل اوصاف نبوت ثابت ہوئے۔

۱- نبی و رسول ہمیشہ جنس بشر سے ہوتے ہیں۔

۲- انبیاء و رسل کا اولین اور مرکزی پیغام توحید خالص کی دعوت ہے۔ اس کے بعد دیگر اعمال کی اصلاح اور قیام عدل کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

۳- انبیاء و رسل پر ہمیشہ بواسطہ جبرائیل وحی ہوتی ہے۔

۴- نبی پر وحی ہمیشہ اس کی قومی زبان میں ہوتی ہے۔

۵- نبی ہمیشہ صغائر و کبائر سے منزہ اور معصوم ہوتے ہیں ان کا کردار نہایت مصفی اور اعلیٰ ہوتا ہے۔

۶- انبیاء کرام نہایت صبر و تحمل والے صبر و استقامت کے پہاڑ' توکل و ایثار کے پیکر ہوتے ہیں۔

۷- انبیاء و رسل للہیت و تقویٰ کے خزینے' ہمدردی و خیرخواہی کے منبع' اعلیٰ اخلاق و اعمال کے مالک ہوتے ہیں۔

۸- انبیاء ہمیشہ اپنے فرض منصبی میں کامیاب ہو کر جاتے ہیں' حق و باطل کا فیصلہ کر کے جاتے ہیں۔

یہ اوصاف و خصائل مطلق نبوت و رسالت کے خواص لازمہ ہیں پھر بعض اوصاف غیر لازمہ بھی ہوتے ہیں جو حالات کے تقاضہ کے مطابق بعض انبیاء میں نمایاں اور بعض میں غیر نمایاں پائے جاتے ہیں۔

مگر خاتم الانبیاء ﷺ سابقہ تمام انبیاء کے خواص کے صرف جامع ہی نہیں بلکہ ان اوصاف کے کمال تک پہنچے ہوئے ہیں نیز آپ میں بے شمار ایسے اوصاف و خصائل بھی ہیں جو کہ پہلے کسی بھی نبی یا رسول کو عطاء نہیں ہوئے جن کو آپ نے خود فضیلت علی الانبیاء نسبت سے بیان فرمایا وہ ان کے علاوہ ہیں پھر صرف یہی نہیں اور بھی کئی ایسے خواص ہیں جو صرف آپ میں پائے جاتے ہیں' دوسروں میں نہیں مثلاً واقعہ معراج جسمانی' روز حشر شفاعت کبریٰ' آپ کا دین کامل' آخری اور دائمی ہونا۔ آپ کے تمام شعائر دین تاقیام قیامت باقی اور قائم رہنا آپ کے معجزات کا ہمیشہ اور مسلسل ظہور پذیر ہوتے رہنا۔ صرف آپ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنے کا حکم ہونا' وغیرہ بے شمار خصوصیات ہیں' حدیث میں مذکور چھ خصوصایات ان کے علاوہ ہیں۔

پھر آپ کی ایک خصوصیات یہ بھی ہے کہ آپ کی آمد کی خوشخبری ہر نبی اور صحیفہ و کتاب ابتداء سے دیتے آئے ہیں۔ یہ بھی آپ کی ہی خصوصیت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول آپ کے دین کی ترویج و اشاعت کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لاکر یہ فریضہ ادا کریں گے آپ نے ہی سابقہ تمام انبیاء و رسل کے تقدس اور صحیح عظمت و شان سے مخلوق خدا کو روشناس کردیا ہے ورنہ کتب سابقہ (بائبل) سے تو ان مقدسین کی کچھ بھی امتیازی شان واضح نہیں ہوتی' اس طرح کے بے شمار خصائل مخصوصہ عظیم قرآن و حدیث اور سیرو تواریخ سے ثابت ہیں۔

قادیانی نبوت کی ماہیت اور اس کے خواص:

مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود نے اوصاف نبوت کو دو طرح پر تقسیم کیا ہے اول اوصاف لازمیہ یا شاملہ' دوم اوصاف غیر لازمہ یا غیر شاملہ

اوصاف لازمہ شاملہ وہ ہوں گے جو کہ تمام افراد انبیاء و رسل میں برابر پائے جاتے ہیں جن کے نہ پائے جانے سے یا ان میں سے کسی ایک کے نہ پائے جانے سے کسی فرد کی نبوت ہی ثابت نہ ہو۔ یعنی مطلق نبوۃ ہی متحقق نہ ہوگی اور وہ

ملتی ہیں

○ کثرۃ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ

○ انذاری اور مبشری پیشگوئیاں کرنا

○ ان اوصاف کی موجودگی میں اسے رسم نبی سے بھی خدا کی طرف موسوم کیا جائے یا اسے خدا تعالیٰ اعزاز نبوت سے بھی سرفراز فرمائے۔

فائدہ: گویا مطلق اوصاف کی موجودگی سے خودبخود نبی نہیں بن سکتا دوم اوصاف غیرلازمہ یا غیرشاملہ

یہ وہ اوصاف و خصائل ہیں کہ جن کے وجود کے بغیر بھی کوئی فرد انسان نبی ہو سکتا ہے یہ بھی تین ہیں۔

○ عالمی رسالت کا ہونا (یعنی تمام جہاں کے لئے نبی ہونا)

فائدہ: یہ مطلق نبوۃ کے لئے لازمی نہیں ورنہ تمام عالمی رسول بن جائے۔

۲۔ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہونا یہ وصف بھی نفس نبوت کے لئے خاصہ اور لازم نہیں ورنہ تمام نبی خاتم النبیین بن جاتے۔

۳۔ تیسرا وصف نبوت کا براہ راست پانا یعنی مستقل نبی ہونا۔

قادیانیوں کے ہاں یہ وصف بھی غیرلازم ہے کیونکہ جیسے پہلے دونوں وصف موجود نہ تھے بلکہ یہ اب وجود پذیر ہوئے ہیں کہ صرف محمد رسول ﷺ ہی عالمی رسول اور خاتم النبیین ﷺ ہیں اسی طرح یہ تیسرا وصف بھی اب ہی وجود پذیر ہوا ہے۔ اور اس کا مورد خاص مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو کہ آنحضور ﷺ کے اضافہ کاملہ سے نبی بنا ہے۔ پہلے کسی کا اضافہ اثر نبوۃ پیدا نہ کر سکتا تھا۔ دیکھئے بشیرالدین کی کتاب حقیقت النبوت ص ۶۳۔۶۴

پھر قادیانی اس تیسرے وصف کی بنیاد پر نفس نبوۃ کی تین قسمیں کرتے ہیں

تقسیم اول:

اول مستقل نبوت جو براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہو۔

دوم غیر مستقل نبوت (جو کہ براہ راست خدا سے نہیں بلکہ اتباع نبوی ﷺ کے صلہ میں حاصل ہو پھر اس کو وہ ظلی اور بروزی نبوت بھی کہتے ہیں)

پھر قسم اول یعنی مستقل نبوت کی دو قسمیں کرتے ہیں۔ تشریعی اور غیر تشریعی اس طرح ان کے ہاں نبوت کل تین قسم پر ہو جاتی ہے۔

قادیانی نبوۃ کی تقسیم کاری:

(۱) نبوۃ مستقل تشریعی (اس کو وہ حقیقی نبوۃ بھی کہتے ہیں)

(۲) مستقل غیر تشریعی یہ دونوں مستقل یعنی محض عطیہ الٰہی سے ملتی ہیں اس میں کسی اتباع یا اضافہ کا دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ براہ راست اللہ کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔

(۳) غیر مستقل غیر تشریعی یعنی ظلی اور بروزی نبوت (یہ صرف آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع سے ملتی ہے)

مطلق نبوۃ

مستقل نبوۃ		غیر مستقل نبوۃ
تشریعی (حقیقی)	غیر تشریعی	ظلی یا بروزی

گویا ان کے ہاں براہ راست ملنے والی نبوت کی دو قسمیں ہیں ایک تشریعی دوسری غیر تشریعی اور اتباع و اضافہ کاملہ سے ملنے والی نبوت غیر مستقل نبوت ہے اور یہ بھی غیر تشریعی' اس کو وہ ظلی و بروزی بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: یہ تیسری قسم صرف قادیانیوں کی خود ساختہ ہے دین و مذہب میں اس کا کوئی تصور نہیں ملتا۔

پھر اس کی توجیہ یوں کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ سے پہلے نبوت صرف دو ہی قسم پر تھی۔ تشریعی' غیر تشریعی اور یہ دونوں مستقل یعنی براہ راست خدا سے ملتی تھیں کسی کے فیض سے نہ مل سکتی تھیں کیونکہ آپ سے پہلے کوئی ایسا کامل نبی نہیں ہوا جس کی اتباع سے آگے بھی یہ فیض مستقل ہو سکے اور نہ ہی کوئی ایسی کامل کتاب تھی جس کی اتباع و فیض سے آگے کوئی فرد یہ مقام پا سکے۔ اس لئے پہلے کوئی بھی نبی ظلی و بروزی نہیں ہوا بلکہ سب کے سب مستقل ہی تھے مگر اب رحمت للعالمین ﷺ کی وہ شان ہے کہ آپ کی کامل اتباع سے ظلی طور پر یہ مقام نبوت مل سکتا ہے۔ مگر پھر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اس مقام کا مستحق و حاصل اسلام کی تیرہ صدیوں میں صرف ایک ہی فرد یگانہ یعنی مرزا قادیانی ہی عالم وجود میں آیا ہے اور کوئی اس نعمت سے سرفراز نہیں ہو سکا کیونکہ جتنی حقیقی اور سچی اتباع آپ نے کی ہے کوئی بھی فرد امت اس حد تک نہیں پہنچ سکا (العیاذباللہ) لہٰذا کوئی فرد یہ مقام بھی حاصل نہ کر سکا۔ (العیاذباللہ) (دیکھئے مرزا بشیر احمد مصنف سیرۃ المہدی کا رسالہ کلمۃ الفصل ص ۱۱۲ و قول فیصل ص ۱۲ نیز حقیقت الوحی ص ۱۵۰

مگر یہ توجیہ سراسر لغو اور الحاد و ضلالت کا مرقع ہے۔ کیونکہ اتباع کے حامل کامل ترین افراد بشہادۃ القرآن کریم و صاحب قرآن ذوات صحابہؓ تھیں۔ مگر ان کو باوجود صلاحیت کاملہ کے یہ مقام نصیب نہ ہو سکا۔ تو اور کوئی فرد کیسے یہ مقام پا سکتا ہے نیز یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ تمام امت میں سے کوئی بھی اس جیسے کثرۃ مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز نہ ہو سکا ہو لہٰذا یہ محض قادیانی ڈھکوسلہ ہے۔

(باقی آئندہ)

ڈاکٹر حاجی ولی محمد

امام ابو حنیفہؒ کا مقام و مرتبہ

امام ابو حنیفہؒ تابعی ہیں۔ حسب صراحت ابن سعد نے طبقات میں' ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں' حافظ ابن حجرؒ نے ایک فتویٰ کے جواب میں حافظ العراقی' دار قطنی' امام عبدالکریم طبری مصری شافعی' حافظ سیوطی' حافظ خطیب بغدادی' حافظ ابن جوزی' حافظ ابن عبدالبر' حافظ سمعانی نے کتاب الانساب میں' امام نووی' حافظ عبدالغنی مقدسی' امام جوزی' تور پشتی' حافظ ابن حجر کے شیخ سراج الدین عمر بن رسلان بلقینی' صاحب مرآۃ الجنان' امام یافعی' ابن حجر مکی' احمد قسطلانی' علامہ ازنیقی' علامہ بدرالدین عینی کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ ایک عظیم حافظ و حجۃ الامام المحدث ہیں۔

مکی بن ابراہیم جو امام بخاری کے شیخ ہیں اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کان اعلم اہل زمانہ "وہ اپنے اہل زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے" (قواعد فی علوم الحدیث ص ۳۰۷)

حافظ یزید بن ہارون جو امام احمد بن حنبل' اسحاق بن راہویہ' یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی جیسے کبار آئمہ کے شیخ ہیں وہ فرماتے ہیں ادرکت الف رجل و کتبت عن اکثرھم مارائیت فیھم افقہ ولا اورع ولا اعلم من خمسہ اول ھم ابو حنیفہؒ "میں نے ایک ہزار شخصیات کو پایا اور ان میں سے اکثر کے بارے میں لکھا' مگر میں نے ان میں سے پانچ سے زیادہ کسی کو زیادہ فقیہ' صاحب تقویٰ اور عالم نہیں پایا۔ ان میں سے پہلے نمبر پر امام ابو حنیفہؒ ہیں" (جامع بیان العلم' بن عبدالبر ص ۳۰۹)

خطیب بغدادی' شداد بن حکیم سے روایت کرتے ہیں مارائیت اعلم من ابی حنیفہ "میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ کسی کو عالم نہیں دیکھا"

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں فدخلت الکوفہ فسالت علماء ھا وقلت من اعلم الناس فی بلادکم ھذہ؟ فقالوا کلھم : الامام ابو حنیفہؒ "میں کوفہ میں داخل ہوا' اور وہاں کے علماء کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ تمہارے اس شہر میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ سب نے کہا ابو حنیفہؒ" (جامع بیان العلم ص ۳۱۰)

محمد بن مزاحم' عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے ہیں افقہ الناس ابو حنیفہ مارائیت فی الفقہ مثلہ وقال ایضا" لو لا ان اللہ تعالی اعانتی بابی حنیفۃ وسفیان کنت کسائر الناس "ابو حنیفہ سب لوگوں سے زیادہ فقیہ ہیں' میں نے فقہ میں ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کی ہوتی تو میں باقی لوگوں کی طرح ہوتا۔"

یحییٰ بن معین یحییٰ بن سعید القطان پہلے فرماتے ہیں لانکذب اللہ ماسمعنا احسن رایا من رای ابی حنیفہ وقد اخذنا باکثر اقوالہ "ہم جھوٹ نہیں بولتے' اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔ ہم نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ عمدہ رائے کسی کی رائے نہیں سنی اور ہم نے اس کے اکثر اقوال کو قبول کیا ہے۔"

امام بخاری نے جن مسائل میں امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے وہ تعداد میں ان مسائل سے کہیں کم ہیں جن میں موافقت کی ہے۔ بعض مشہور مسائل میں شافعیہ کی موافقت سے لوگوں کو ان کے شافعی ہونے کا مغالطہ ہوا۔ حالانکہ وہ مجتہد ہیں۔ (فیض الباری ج ۴' ص ۴۵)

علامہ سیوطی نضر بن شمیل سے روایت کرتے ہیں کان الناس نیاما" فی لفقہ حتی ایقظھم ابو حنیفہ بما فتقہ وبینہ "لوگ فقہ میں سوئے ہوئے تھے یہاں تک کہ ابو حنیفہؒ نے انہیں جگایا اس بناء پر کہ اس کو کھولا اور واضح کیا۔" (فیض الباری ج ۴' ص ۳۱۴)

ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں امام ابو حنیفہؒ کا ذکر کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے اسرائیل بن یونس سے روایت کی ہے نسم الرجل النعمان ماکان احفظہ لکل حدیث فیہ فقہ واشدہ فحصاعنہ واعلمہ بما فیہ من الفقہ "نعمان ایک اچھے آدمی ہیں اس لحاظ سے کہ ایسی حدیث کو سب سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہیں جس میں فقہ ہو۔ اور اس میں سب سے زیادہ کھود کرید کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور اس میں فقہ سے متعلق باتوں کو سب سے زیادہ جاننے والے ہوتے ہیں۔" (فیض الباری ج ۴' ص ۳۱۵)

ابن قیم "اعلام الموقعین" میں فرماتے ہیں "یحییٰ بن آدم نے کہا کہ نعمان نے اپنے علاقے کی تمام احادیث کو جمع کیا اور پھر دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے رخصت ہوتے وقت کس پر عمل تھا۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ میں نے وکیع کے مقابلے میں کسی کو آگے بڑھنے والا نہ پایا۔ وہ ابو حنیفہؒ کی رائے کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ وہ ان کی سب کی سب احادیث محفوظ رکھتے تھے۔ اور انہوں نے ابو حنیفہ سے بہت سی احادیث سنی تھیں۔" (فیض

الباری ج ۴ ص ۳۱۵)

سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ پہلا شخص جس نے مجھے محدث بنایا وہ ابو حنیفہؒ ہیں۔ "میں کوفہ میں داخل ہوا تو ابو حنیفہ نے فرمایا کہ یہ عمر بن دینار کی حدیثوں کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے محدث کے گرد جمع ہوئے" (فیض الباری ج ۴ ص ۳۲۱) اس طرح امام ابو حنیفہؒ محدث ساز ہوئے۔

محمد بن سماع فرماتے ہیں "بے شک امام نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار احادیث کا ذکر کیا ہے۔ اور آثار چالیس ہزار احادیث کا انتخاب کیا ہے۔"

امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین جو امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابو حاتم رازی، ابوزرعہ رازی اور ابوزرعہ دمشقی وغیرہ آئمہ کے شیخ ہیں وہ فرماتے ہیں کان ابو حنیفۃ ثقۃ لا یحدث الا بما یحفظ ولا یحدث بما لا یحفظ "ابو حنیفہ ثقہ ہیں، وہ صرف وہی حدیث بیان کرتے ہیں جو انہیں اچھی طرح یاد ہو۔ اور جو اچھی طرح حفظ نہ ہو اس کو بیان نہیں کرتے۔"

صالح بن محمد، یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کان ابو حنیفۃ ثقۃ فی الحدیث "ابو حنیفہؒ حدیث میں ثقہ ہیں" (فیض الباری ج ۴ ص ۳۱۷)

عبداللہ بن الدورقی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین سے ابو حنیفہ کے بارے میں پوچھا گیا" تو میں سن رہا تھا انہوں نے کہا کہ "وہ ثقہ ہیں اور میں نے کسی سے ان کی ضعف سے متعلق نہیں سنا۔ اور یہ شعبہ بن حجاج ہیں وہ آپ کی طرف لکھتے ہیں کہ وہ ان سے حدیث بیان کریں اور انہیں حکم دیں۔ اور شعبہ تو بس شعبہ ہیں۔"

(فضائل الثقات الثلاثۃ، ابن عبدالبر ص ۱۳۰)

ابن عبدالبر جامع البیان میں فرماتے ہیں قیل لابن معین یا ابازکریا کان ابو حنیفۃ یصدق فی الحدیث؟ قال نعم صدوق فقال: کان شعبۃ حسن الرای فیہ "ابن معین سے کہا گیا اے ابو زکریا! کیا ابو حنیفہ حدیث میں سچے ہیں؟ اس نے کہا ہاں وہ بے حد سچے ہیں۔ اور فرمایا کہ شعبہ آپ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں۔"

(ایضاً" ص ۳۴۰)

امام ابن عبدالبر حافظ المغرب جامع بیان العلم میں فرماتے ہیں "کہ اصحاب حدیث نے امام ابو حنیفہؒ کی مخالفت میں بڑی بے اعتدالی کی ہے۔ اور حد سے متجاوز ہوگئے ہیں ان لوگوں کا یہ الزام ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے آثار میں رائے اور قیاس کو داخل کیا۔ لیکن یہ زیادتی ہے، امام ابو حنیفہؒ نے اگر بعض اخبار احاد کو مسترد کیا ہے تو لگتی ہوئے تاویل سے کام لیا ہے، اور یہ کوئی ایسی انوکھی اور مکروہ بات نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے پہلے بھی بہت سے علماء اور آئمہ یہی کرچکے ہیں، ان کے زمانے میں بھی اور بعد کے زمانوں میں بھی یہی ہوتا رہا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے کوئی بدعت ایجاد نہیں کی۔ جو کچھ کیا ہے اپنے شہر کے اکابر مثلاً" ابراہیم نخعی اور اصحاب ابن مسعود کی پیروی میں کیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب نے واقعات فرض کرکے احکام کا استنباط کیا ہے۔ لیکن یہ بھی ایسی چیز ہے جو میرے خیال میں تمام اہل علم میں پائی جاتی ہے۔ وہ کون عالم و امام ہے، جس نے آیات و احادیث میں متحمل تاویلیں نہیں کی ہیں، ناسخ و منسوخ کا حکم نہیں لگایا۔ لیث بن انس کہتے ہیں میں نے امام مالک کے ستر فتویٰ ایسے شمار کیے ہیں جو سنت کے خلاف ہیں اور امام مالک نے محض رائے سے دیے ہیں۔ اور امت کے علماء میں سے کوئی ایسا نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت ہوجانے کے بعد اس کو رد کردے۔ سوائے اس کے کہ اس جیسی حدیث کے ساتھ اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا جائے۔ یا اجماع سے اس کے نسخ پر دلیل لائی جائے یا ایسے عمل سے اسے منسوخ ثابت کیا جائے جس کی اصل اس پر اطاعت کو واجب کرتی ہو۔ یا اس حدیث کی سند میں کوئی طعن ہو۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اس کی عدالت ساقط ہوجاتی ہے۔ چہ جائیکہ اس کی اقتداء کی جائے اور ایسے عمل پر فسق کا نام لازم آتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ پر یہ الزام بھی ہے کہ وہ مذہب مرجئہ کے قائل تھے۔ لیکن بہت سے اہل علم پر اس قسم کی تہمتیں تھوپ دی گئی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان لوگوں پر جو نکتہ چیاں ہوئیں۔ انہیں اس اہتمام سے جمع نہیں کیا گیا جس اہتمام سے امام ابو حنیفہؒ پر نکتہ چینیوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بلند مرتبہ رکھتے تھے اور منصب امامت پر فائز تھے۔ پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ بہت سے ہم عصر امام ابو حنیفہؒ سے حسد رکھتے تھے۔ ان پر تہمتیں تراشا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ ان تہمتوں سے ارفع تھے۔ علماء اور آئمہ کی ایک بڑی جماعت نے ابو حنیفہؒ کی تعریف کی ہے اور ان کی عظمت و فضیلت کا اعتراف کیا ہے۔ (جامع بیان العلم ص ۳۲۲)

وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن سے امام اعظم نے روایت کی، صاحب رد مختار فرماتے ہیں کہ سات صحابہؓ سے روایت کرنا صحیح روایت سے ثابت ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ انسؓ، جابر بن عبداللہؓ، عامر بن واثلہؓ، عبداللہ بن انیس جہنیؓ، واثلہ بن اسقع، عائشہ بنت عجردؓ، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، ویسے آپ کے اوائل عمر میں بیس صحابہؓ بقید حیات تھے۔

علامہ شامی نے حافظ ابن حجر کا یہ قول نقل کیا ہے "انہوں نے (امام ابو حنیفہؒ) صحابہؓ کی ایک جماعت کو پایا جو ۸۰ھ میں کوفہ میں ان کے

ولادت کے بعد موجود تھے اور یہ بات ان کے معاصر مختلف شہروں کے آئمہ کے لئے ثابت نہیں۔ مثلاً" شام میں اوزاعی' حماد بصرہ میں ثوری' کوفہ میں' مالک مدینہ میں' اور لیث بن سعد مصر میں' ان کے معاصرین میں سے موجود تھے۔"

عائشہ بنت عجرد کے صحابیہ ہونے میں ذہبی اور ابن حجر نے کلام کیا ہے۔ (شامی) اور واثلہ بن اسقع کا کوفہ ورود امام کی ولادت کے بعد نہیں ہوا۔ اور وہ مصر میں ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ جابر "بن عبداللہ صحیح روایت کے مطابق ولادت امام سے ایک سال قبل فوت ہوگئے تھے۔ ابن حجر ہیتمی نے اس میں چند کا اور اضافہ کیا ہے۔ ان میں سہل بن سعد' سائب بن یزید' عبداللہ بن بسر' محمود بن الربیع' تو گویا تین ختنی چار جمع آٹھ ہوئے۔ جن سے روایت ثابت ہے۔

ابن حزم فرماتے ہیں جمیع الحنفیہ مجمعون علی ان مذہب ابی حنیفہ ان ضعیف الحدیث عندہ اولیٰ من الرای "تمام احناف اس پر متفق ہیں کہ امام ابو حنیفہ" کے نزدیک ضعیف حدیث رائے سے کہیں بہتر ہے۔" (المحلی ص ۹۵)

امام ابو حنیفہ کا فرمان ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے۔ اور اس کے ہوتے ہوئے قیاس جائز نہیں۔" (طبقات ص ۸۷)

یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ وہ ابو حنیفہ" کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور ان کے شاگرد وکیع بن جراح جو ثوری کے بھی شاگرد تھے حنفی المذہب تھے۔ ابن معین نے نقل کیا ہے کہ قطان سے ابو حنیفہ" کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس سے زیادہ کسی کو عمدہ رائے رکھنے والا نہیں دیکھا۔ اور وہ ثقہ تھے۔

اور ان سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ میں نے کسی کو ابو حنیفہ" پر جرح کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ہم جانتے ہیں کہ امام ہمام' ابن معین کے زمانے کے تھے۔ مجروح نہیں تھے۔ پھر امام احمد کا دور آیا اور جو کچھ پھیلنا تھا وہ پھیلا اور محدثین کی ایک جماعت بطور ایک گروہ کے ابھری۔ پس اس واقعہ سے پہلے سلف میں ایک جماعت ایسی تھی جو امام ابو حنیفہ" کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیتی تھی۔ اور یحییٰ بن معین بھی حنفی المسلک تھے۔ امام ذہبی نے کہا کہ وہ متعصب حنفی تھے۔ اور امام بیہقی نے بھی اپنے متعصب ہونے کے باوجود امام ابو حنیفہ" کے بارے میں کوئی عیب نہیں نکالا۔

جیسا کہ ان کے ہمعصر ابن سبکی نے انہیں اس پر تنبیہہ بھی کی تھی۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے کسی ایسے فقیہ محدث کا کہیں کوئی نام نہیں ملا جس نے امام اعظم پر جرح کی ہو۔ اور جس نے جرح کی ہے وہ نرا محدث ہے فقیہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ابو داؤد کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام اعظم کے معتقدین میں سے ہے۔ اور اس کا قول ہے رحم اللہ ابا حنیفہ کان اماما" امام بخاری اور امام نسائی اس بارے میں متشدد ہیں جو بہت متاخر ہیں' امام نسائی نے احمد بن صالح پر شدید تنقید کی ہے۔ جن کی امامت و فضل پر اجماع ہے۔ (قواعد الحدیث ص ۳۸۳)

حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب اور ہدی الساری میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ ہدی الساری میں ہے کہ امام نسائی جب مصر پہنچے تو احمد بن صالح کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کا یہ اصول تھا کہ وہ حدیث بیان کرنے سے پہلے طالب علم کے حالات سے واقفیت حاصل کرتے تھے۔ حسب معمول انہوں نے امام موصوف سے ان کے حالات معلوم کئے۔ تو پتہ چلا کہ وہ ایسے لوگوں کی صحبت میں آنا جانا رکھتے تھے جنہیں احمد بن صالح ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔ تو انہوں نے امام نسائی سے حدیث بیان کرنے سے انکار کردیا۔ جن پر یہ ان کے مخالف بن گئے۔

ابو حنیفہ" امام الجرح والتعدیل: حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں' خطیب نے الکفایہ میں' ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں' نووی نے تدریب الراوی میں' بیہقی نے المدخل میں' امام موصوف کو دیگر آئمہ جرح و تعدیل کے ساتھ جرح و تعدیل کے امام کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اور بہت سے رواۃ کی جرح و تعدیل اور صیغ اداء کے مراتب میں' ان آئمہ حدیث نے امام صاحب کے اقوال کو سند اور شواہد کے طور پر اختیار کیا ہے۔

جن آئمہ نے امام اعظم کی توثیق کی: ان میں ابن معین' شعبہ' علی بن مدینی' اسرائیل بن یونس' یحییٰ بن آدم' ابن داؤد الخریبی' حسن بن صالح' ابن مبارک' مسعر بن کدام' یحییٰ بن سعید القطان' سفیان بن عیینہ' سفیان الثوری' ابن عبدالبر' ابن ابی عائشہ' اعمش' حماد بن زید' وکیع بن جراح' مالک' شافعی' احمد علی بن جعد (شیخ البخاری) خطیب البغدادی' ذہبی' مکی بن ابراہیم (شیخ بخاری)' یزید بن ہارون' اسحٰق بن راہویہ شامل ہیں۔

امام بخاری کی امام اعظم سے بیزاری کا سبب: نعیم بن حماد المروزی کی صحبت جو وضع حدیث کا مرتکب تھا۔ اور امام اعظم کو بدنام کرنے کی خاطر جھوٹی باتیں گھڑتا تھا۔ امام ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں قال الازدی کان نعیم ممن یضع الحدیث فی تقویۃ السنۃ وحکایات مزورۃ فی ثلب ابی حنیفہ کلہا کذب (ایضاً" ج ۴' ص ۲۶۹)

حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں قال ابو الفتح الازدی: قالوا کان یضع الحدیث

فی تقویۃ السنۃ و حکایات مزورۃ فی ثلب ابی حنیفہ کلہا کذب (ج ۲ ص ۴۶۳)

چنانچہ امام بخاری نے "التاریخ الصغیر" میں نعیم کے حوالے سے امام صاحب پر نکیر فرمائی ہے (ص ۱۵۸ تا ۱۷۴)

علامہ عبدالفتاح نے اپنی تعلیقات علی قواعد علوم الحدیث میں ایک اور سبب بھی بیان کیا ہے۔ وہ جسے محقق زاہد الکوثری نے مفصل بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابو حفص کبیر احمد بن حفص بخاری امام شافعی کے رفقاء اور ساتھیوں میں ہیں اور امام بخاری کے شیوخ کبار میں سے ہیں۔ اور ان کے بیٹے محمد بن احمد ابو حفص صغیر بخاری' امام بخاری کے رفیق علم اور رفیق سفر ہیں۔ امام بخاری سے کسی فتویٰ میں غلطی ہو گئی' غلطی غالباً" کوئی شدید قسم کی تھی جسے علماء نظرانداز نہ کر سکے۔ مخالفت نے شدت اختیار کی بالآخر امام موصوف کو بخارا سے نکلنا پڑا۔ اور زیادہ تر عمل دخل ابو حفص صغیر کا تھا جو حنفی تھے۔ اور دیگر علماء مخالفین بھی انہی کے ہم مسلک تھے۔ لہٰذا اعتراض و تعریض کا سلسلہ چل نکلا جو اپنی شدت کے ساتھ ساتھ اپنا دائرہ بھی وسیع کرتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ خود صاحب مذہب یعنی امام اعظم بھی امام موصوف کی رنجیدہ خاطری کے تیروں کا ہدف بننے سے نہ بچ سکے۔

(تعلیقات علی قواعد الحدیث ص ۳۸۱ تا ۳۸۲)

ابو حنیفہؒ امام الفقہ: امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب مسئلہ میں تین کا قول آجائے تو ان کی مخالفت کوئی کرے یہ نہیں سنا گیا۔ پوچھا گیا وہ تین شخص کون ہیں؟ فرمایا ابو حنیفہؒ' ابو یوسف اور محمد بن حسن' کیونکہ ابو حنیفہؒ قیاس میں سب سے زیادہ صاحب بصیرت ہیں اور ابو یوسف تمام لوگوں میں حدیث کے سب سے بڑے عالم ہیں اور محمد بن حسن عربیت میں تمام لوگوں میں سے زیادہ ماہر ہیں۔ (انساب للسمعانی)

حضرت علامہ موفق علیہ الرحمہ نے "المناقب" میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعی کے درمیان رفع یدین کے مسئلے پر مکالمہ ہوا۔ امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا کیا بات ہے کہ نماز میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت تم رفع یدین نہیں کرتے۔ ابو حنیفہؒ نے فرمایا! اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں صحت کے ساتھ کچھ بھی ثابت نہیں۔ امام اوزاعی نے کہا کہ کس طرح ثابت نہیں مجھ سے زہری نے ان سے سالم بن عبداللہ نے ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

امام ابو حنیفہؒ نے امام اوزاعی سے کہا کہ مجھ سے حماد نے ان سے ابراہیم نخعی نے ان سے علقمہ واسود نے' ان سے عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے' مگر نماز شروع کرتے وقت۔

اوزاعی نے کہا کہ میں تم سے زہری' سالم' عبداللہ کی روایت بیان کرتا ہوں تم مجھ سے حماد اور ابراہیم کی روایت بیان کرتے ہو۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے پوری جلالت کے ساتھ فرمایا آپ غور نہیں فرماتے کہ حماد افقہ تھے زہری سے اور افقہ تھے سالم سے اور اگر عبداللہ بن عمرؓ صحابی نہ ہوتے تو میں کہتا کہ علقمہ ان سے افقہ ہیں اور اسود کے بہت فضائل ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ تو پھر عبداللہ بن مسعودؓ ہی ہیں۔

یہ سن کر امام اوزاعی بالکل خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔

ایک دن حضرت امام ابو حنیفہؒ کسی سے قیاس میں بحث فرما رہے تھے۔ وہاں ایک شخص بیٹھا تھا۔ وہ چلا کر بولا کہ قیاس وغیرہ چھوڑو پہلا قیاس ابلیس نے کیا تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اے بندے! ہمارے قیاس کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرو۔ ابلیس نے اپنے قیاس سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو رد کیا تھا۔ لہٰذا وہ مردود اور کافر ہو گیا۔ اور ہمارا قیاس اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے ہے کیونکہ ہم مسئلہ کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور صحابہ و تابعین کے اقوال کی طرف لے جارہے ہیں۔ بھلا ہم کس طرح ابلیس کے مساوی ہو سکتے ہیں؟ یہ سن کر وہ شخص تائب ہوا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو منور کرے۔ جس طرح آپ نے میرے دل کو منور کیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا مذاق اور معیار اصول' ایک خاص جامعیت کے ساتھ "تطبیق و توفیق بین الروایات" ہے یعنی وہ ایک باب کی تمام متعارض و مخالف روایات کو بیک دم سامنے لا کر ان کے مجموعہ سے شارع علیہ السلام کی غرض و غایت کا پتہ چلاتے ہیں۔ اور نور اجتہاد و فراست ایمانی سے یہ دیکھتے ہیں کہ آخر اس مسئلہ سے شارع کا منشاء کیا ہے؟ منشاء جس روایت سے زیادہ واضح ہوتا ہے۔ اسی کو اپنے مذہب کی اساس قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ سنداً" کچھ ضعیف ہی ہو۔ اور بقیہ روایات کو بھی اس طرح مربوط کرتے چلے جاتے ہیں کہ وہ ساری روایات اپنے اپنے محل پر چسپاں نظر آنے لگتی ہیں۔ اور واضح ہو جاتا ہے کہ روایات میں مسئلہ ایک ہی ہے مگر کسی روایت میں اس کا حکم ہے' کسی میں اس کی کیفیت اور کسی میں اس کی کمیت' کسی میں اس کی اصلیت اور کسی میں اس کے احوال و عوارض۔

یوں سمجھئے کہ غرض روایات کو غرض شارع کے سلسلہ سے ترتیب وار جوڑ کر انہیں

جمع کردیا حضرت امام ابو حنیفہؒ کا اصل اصول ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ کلام پیغمبر کا ہر ہر کلمہ اور فرمان شارع کا ہر ہر گوشہ تابحد امکان زیر اعمال آجائے اور زیر اہمال نہ رہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اجتہادات میں یہی ذوق بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

ابو حنیفہؒ کے فقہ کی بے شمار مثالیں سامنے لائی جاسکتی ہیں۔ سردست نمونہ کے طور پر صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مثلاً" صوم سفر کے سلسلہ میں مختلف احادیث وارد ہوئیں۔ کسی حدیث میں ہے کہ سفر میں افطار سے صوم افضل ہے۔ بعض روایات میں واضح ہوتا ہے کہ صوم سے افطار افضل ہے۔ بعض روایات میں صوم اور افطار میں ۔تخییر معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ امام اوزاعی اور امام احمد نے حدیث انس کو اختیار کرتے ہوئے کہا کہ سفر میں افطار افضل ہے تو انہوں نے افضلیت صوم اور ۔تخییر کی نفی کردی۔ بعض ۔تخییر کے قائل ہوئے تو انہوں نے افضلیت افطار اور افضلیت صوم دونوں کی نفی کردی۔ لیکن امام ابو حنیفہ نے "اصول تطبیق و توفیق روایات" کے تحت تینوں احادیث کو جمع فرماکر سب کو قابل عمل بنادیا۔ آپ نے نور اجتہاد سے دیکھا کہ ان مختلف روایات سے شارع علیہ السلام کی غرض مختلف احوال میں مختلف احکام دینا ہے نہ کہ ایک حکم سے دوسرے حکم کی نفی مقصود ہے۔ پس آپ نے حدیث ۔تخییر کو "مساوات فی الجواز" پر محمول فرمایا کہ اس سے شارع کی غرض صوم و افطار دونوں کو بلا کراہت جائز بتلانا ہے اور افضلیت صوم کی روایات کچھ اصل پر محمول فرمایا کہ بالذات صوم ہی افضل ہے کیونکہ ماہ رمضان میں افطار کسی صورت میں بھی اصل نہیں ہوسکتا۔ اور افضلیت افطار کی روایت کو عوارض پر محمول فرماکر جب حالت پریشان کن ہوجائے اور روزہ رکھنے میں تعب (حد اعتدال سے گزرنے) کا خطرہ ہو تو پھر عارضی فضیلت افطار ہی میں ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے اس اجتہاد میں ۔تخییر کوئی جواز نہیں' افضلیت صوم ہوئی اصلیت صوم اور وقت میں' اور افضلیت افطار ہوئی احوال صائم میں اور ظاہر ہے کہ مسافر پر یہی تین احوال آسکتے تھے تو شارع نے تینوں حالتوں کا حکم بیان فرمادیا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ذوق تشریعیہ کا کمال دیکھئے کہ آپ نے تمام حدیثوں کو ایک نقطہ پر جمع کرکے ان کا تعارض اٹھادیا۔ ۔تخییر بھی باقی رہی۔ افضلیت صوم بھی قائم رہی اور افضلیت افطار بھی ثابت رہی۔

امام ابو حنیفہؒ کے اسی کمال اجتہاد و قیاس کو کشفی نظر سے دیکھ کر عارف باللہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ پکار اٹھے کہ مجھے باقی آئمہ کی فقہ چھوٹے چھوٹے حوضوں اور تالابوں کی صورت میں دکھائی دیتی ہے۔ اور امام اعظمؒ کی فقہ دریائے امواج کی طرح نظر آتی ہے۔

امت کے جلیل القدر ائمہ و فقہاء اور محدثین سے پوچھیں کہ امام اعظمؒ کون تھے؟ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ "واللہ میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا" امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا "وہ زہد و تقویٰ میں ایسے مقام پر فائز تھے جسے کوئی دوسرا حاصل نہیں کرسکتا۔" سفیان ثوریؒ نے فرمایا "جو علم کی باتیں ان پر منکشف ہوئی ہیں ہم ان سے غافل ہیں۔" امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "وہ الامام الاعظمؒ اور فقیہ العراق ہیں۔"

وما علینا الا البلاغ المبین۔

بقیہ:
شہید مظلوم

دن دہاڑے مین روڈ کی ایک دکان میں عین رش کے وقت شہید کیا گیا' چنانچہ روزنامہ جنگ کی اشاعت میں ہے:

ہاں البتہ اس پر کراچی بھر کے علماء نے شدید احتجاج کیا' چنانچہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۷ء روزنامہ جنگ کراچی کی اشاعت میں درج ذیل خبریں لگیں:

مسلمانوں کو اور خصوصاً علماء کو اس پر سرجوڑ کر بیٹھنا اور غور کرنا چاہئے اور اس دہشت گردی اور بربریت کا سدباب کرنا چاہئے۔ حکومت سے توقع کے بجائے ہمیں اپنی مدد آپ کے تحت ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے کہ مسلمان اپنی صفوں میں دشمنوں کو داخل نہ ہونے دیں اور ایسے دین دشمنوں کی کڑی نگرانی کرنا چاہئے اور محلّہ اور علاقہ کی سطح پر ایسے دیندار باکردار لوگوں کی امن کمیٹیاں بنائی جائیں جو کسی بھی مرحلہ پر اپنی قیمتی متاع کے تحفظ سے غافل نہ ہوں' ہر طرح چوکنا رہیں اور ماحول و محلّہ پر ان کی نظر ہو اور دین و مذہب کے ساتھ ساتھ حاملین دین کے تحفظ کا جذبہ رکھتے ہوں' ہم مولانا کے برادران گرامی قدر ان کی اہلیہ' بچوں' اعزہ و اقربا اور متعلقین کے صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی زندگی بھر کی لغزشوں سے درگزر فرماکر جنت الفردوس عطا فرمائیں اور ان کے پسماندگان خصوصاً ان کی اولاد کی کفایت فرمائیں اور ان کی جاری کردہ حسنات کو قبول فرماکر ان کیلئے صدقہ جاریہ فرمائیں۔

وکیل انجم

ربوہ کے مرزائی

انگریز بہادر نے برصغیر پر اپنی حکمرانی کی طنابیں مضبوطی سے قائم رکھنے کے لئے ہندوستان میں "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی اختیار کی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسلمانوں میں نئے نئے فتنے کھڑے کئے۔ ان فتنوں میں مرزائیت کا خود ساختہ مذہب بھی انگریزوں کی گھٹیا ترین پروڈکشن تھی جس کا مقصد مسلمانوں کی قوت کو منتشر اور پارہ پارہ کرنا تھا۔ احمدی خاندان کی بنیاد کچھ اس طرح پڑی تھی کہ ۱۵۳۰ء میں بابر کے عہد میں ہادی بیگ سمرقند سے نقل مکانی کرکے گرداسپور میں رہائش پذیر ہوگیا تھا۔ ہادی بیگ باعلم آدمی تھے۔ وہ اپنی قابلیت کے بل بوتے پر قاضی اور مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز ہوگئے اور قادیان کے علاقے میں اس کا سکہ چلنے لگا۔ اس کے بعد ہادی بیگ کا خاندان نسل در نسل علاقہ میں عزت و تکریم کے حوالے سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کے بعد یہ خاندان باہمی جھگڑوں میں بھی ملوث رہا جس کا واحد سبب جائیداد کی تقسیم تھا۔ اس کے بعد سکھوں نے ان سے جائیداد چھین لی تو یہ ان کے کاسہ لیس بن گئے۔ اس طرح نونہال سنگھ کے اور شیر سنگھ کے عہد میں غلام مرتضیٰ نے گراں قدر خدمات سر انجام دیں اور انہوں نے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور خاص طور پر صوبہ سرحد کے غیور پٹھانوں نے سکھوں کو ٹکنے نہ دیا تو حریت پسند پٹھانوں کے خون میں ہاتھ رنگنے غلام محی الدین نے بھی بھائی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سکھوں کے شانہ بشانہ مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ جب بھائی مہاراج سنگھ نے دیوان ساون مل کی مدد کے لئے مارچ کیا تو غلام محی الدین دوسرے جاگیرداروں کے ساتھ حریت پسندوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کیلئے ملتان پہنچ گیا۔

ان خدمات کے عوض سکھوں نے غلام محی الدین اور اس کے خاندان کو جاگیروں سے مالا مال کردیا۔ غلام محی الدین کو ۷۰۰ سو گرانٹ اور اس کے بھائی غلام محی الدین کو قادیان میں وسیع جاگیر کے حقوق ملکیت دیئے گئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس خاندان کا ریکارڈ سکھوں کے تعاون سے زیادہ روشن اور بھاری تھا۔ غلام مرتضیٰ نے سینکڑوں آدمی اپنا بیٹا غلام قادر حریت پسندوں کی سرکوبی کے لئے نکلسن کے حوالے کررکھا تھا جنہوں نے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے اور انہیں گرفتار کرکے اذیت ناک سزائیں دیں۔ ان غداریوں کے صلہ میں جنرل نکلسن نے غلام قادر کو تعریفی سرٹیفکیٹ عنایت کئے۔ قادیان فیملی نے اپنے ضلع میں وفاداری کے حوالے سے کسی اور خاندان کو نمایاں نہ ہونے دیا۔ ان کی دی ہوئی اطلاعات گرداسپور کے ضلع میں حریت پسندوں کو کچلنے کے لئے بے حد معاون ثابت ہوئیں۔ غلام مرتضیٰ کی موت ۱۸۷۶ء میں واقع ہوئی۔ ان کی موت کے بعد غلام قادر خاندانی معاملات کے سربراہ بنے۔ انہوں نے مقامی انتظامیہ سے تعاون کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ وہ کچھ عرصہ گرداسپور ڈسٹرکٹ آفس میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر بھی کام کرتے رہے۔ ان کا بیٹا لڑکپن میں ہی فوت ہوگیا تو اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ بنالیا۔ سلطان احمد نے نائب تحصیلدار کے عہدے سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا اور ترقی پاتے پاتے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر تعینات ہوگئے۔ انہیں قادیان کا نمبردار بھی بنادیا گیا لیکن مرزا سلطان احمد کو انگریز بہادر نے خان بہادر کے خطاب کے علاوہ منٹگمری میں ۵ مربعے زمین دی۔ ان کی موت ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔ ان کی موت کے بعد خاندان کے معاملات ان کے بڑے بیٹے مرزا عزیز کے پاس چلے گئے۔ انہیں خاندانی خدمات کے صلہ میں اسسٹنٹ کمشنر بنادیا گیا۔ خان بہادر سلطان احمد کے چھوٹے بیٹے مرزا رشید احمد کو سندھ میں انگریز کی طرف سے الاٹ کی ہوئی زمین کی ذمہ داریاں ادا کرنا پڑیں۔ انعام الدین جو کہ نظام الدین کے بھائی تھے' وہ رسالدار کی حیثیت سے فوج میں خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اور خاص طور پر محاصرہ دہلی کے دوران وفاداری کے ثبوت میں درجنوں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔

مرزا غلام احمد قادیانی جو انگریز فتنہ "احمدی تحریک" (قادیانیت) کے بانی تھے' ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ انگریز نے مرزائی مذہب کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس نے انگریزی تعلیم حاصل کی اور ۱۸۹۱ء میں نہ صرف امام

مہدی ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ دنیا بھر کے انسانوں کا مسیحا ہونے کا اعلان کیا جس کا مطلب (نعوذباللہ) نبوت کا دعویٰ تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ماننے والوں کی ایک فوج تیار کی اور اس خود ساختہ مذہب کی تحریک انگریزوں کی بیساکھیوں اور مفادات کے سہارے چلتی رہی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے فارسی' عربی اور اردو میں کئی کتابیں لکھیں جن کا مقصد مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ٹھنڈا کرنا تھا جو انگریزوں کے خلاف برصغیر کے مسلمانوں میں ابل رہا تھا۔ جب مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے فریب کو سمجھ لیا اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اس کی جانی دشمن ہو گئی تو انگریزوں نے غلام احمد کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی اس نے زندگی کی آخری سانس تک انگریزوں کی طرفداری کی۔

غلام احمد کے بعد احمدیہ تحریک (قادیانیت) کے سربراہ مولوی نورالدین کو نامزد کیا گیا۔ وہ بہت بڑے (حکیم) تھے وہ کئی سالوں تک مہاراجہ کشمیر کی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے اور مرزا غلام احمد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگریزوں کے ہر فیصلہ کے سامنے سرتسلیم خم کرتے رہے۔

مولوی نورالدین کے بعد مرزا بشیر الدین احمدی تحریک کے خلیفہ نامزد ہوئے جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے تھے۔ مرزا بشیر الدین کی قیادت میں احمدی تحریک نے بہت زور پکڑا اور وہ تنظیمی حوالے سے ہندوستان کی ایک قوت بن گئی۔ انگریزوں کے خلاف سیاسی بدامنی کا مظاہرہ ہوا اور عوام نے عدم تعاون کی تحریک شروع کر رکھی تھی تو مرزا بشیر احمد نے انہیں بھرپور امداد دی اور ان کے مخبر انگریزوں کو ضروری معلومات فراہم کرتے رہے ۱۹۱۹ء تک پنجاب میں آنے والے تین گورنروں اور تین وائسرائوں نے مرزائیوں کی وفاداری اور ان کی عملی تعاون کی تحریری تعریف کی جو کہ ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

ان کے دوسرے بھائی مرزا بشیر احمد' مرزا شریف احمد' اور ان کے کزن مرزا گل محمد نے بھی ان کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ انہیں خدمات کے صلہ میں ۱۵۰۰ سو ایکڑ اونے پورے اور ۲۵۰۰ ایکڑ تعلق داری میں دے دیئے۔ علاوہ ازیں انہیں ضلع منٹگمری میں ۱۵ مربعے اور ۵ ہزار ایکڑ سندھ میں دیئے گئے۔ اس طرح یہ خاندان انگریزوں کی مسکراہٹوں کے سائے میں پلتا رہا اور مالی فائدے ان کی جھولی میں انگریز کی وساطت سے گرتے رہے۔ یہ سب انعامات مسلمان قوم کو گمراہ کرنے کے صلہ میں تحفہ تھے۔

مرزائی تحریک میں بھی بالاخر بغاوت اور پھوٹ پڑ گئی۔ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی نے بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی کے خلاف بغاوت کر کے "لاہوری پارٹی" کی بنیاد رکھی۔

جو مرزا غلام احمد کے احکام کی اطاعت تو کرتی تھی لیکن وہ انہیں نبی کے بجائے مجدد مانتی تھی۔ تاہم مسلمانوں کے عناد میں دونوں جماعتیں یکسر رہیں۔ اکابرین دیوبند' مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد یعقوب نے بھی عامی سطح پر مرزائیت کا مقابلہ کیا۔ ۱۹۳۱ء میں قادیانی جماعت نے مسلمانوں کی سیاسی قیادت حاصل کرنے کے لئے ایک نیا منصوبہ بنایا۔ ڈوگرہ مہاراجہ نے کشمیر کے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے تھے' ان کا کوئی موثر جواب مسلمانوں کی طرف سے نہیں دیا جارہا تھا۔ چنانچہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو مرزا بشیر الدین محمود نے بعض مسلمان اکابرین کو جمع کر کے آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی جس کے سربراہ وہ خود تھے۔ اس میں علامہ اقبالؒ بھی شامل تھے۔ علامہ اقبالؒ اور ان کے احباب نے محسوس کر لیا کہ انگریزوں کے پٹھو مسلمانوں کی قیادت اور ترجمانی نہیں کر سکتے۔ ان کے نزدیک کشمیر کمیٹی کا مقصد قادیانیت کی تبلیغ سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس کمیٹی کا سربراہ کسی قادیانی کو نہیں ہونا چاہئے۔ اس طرح علامہ اقبالؒ نئے سربراہ بنے۔ قادیانیوں نے انگریزوں کے ایماء پر علامہ اقبالؒ کے خلاف بھی سازشوں کا جال پھیلا دیا اور انہیں دو سال کے اندر اندر مستعفی ہونے پر مجبور کیا۔ پنڈت نہرو قادیانیت سے بہت متاثر تھے اور انہوں نے قادیانیوں کی حمایت میں ماڈرن ریویو کلکتہ میں لکھنا شروع کیا تو علامہ اقبالؒ نے اس کا بھرپور جواب دیا۔ قیادت کے مسئلہ پر مرزا بشیر الدین احمد نے ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو مجلس احرار کے ساتھ تصادم کیا۔ ۱۹۳۴ء کے بعد قادیانیوں کو احرار کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قادیان میں احرار کانفرنس منعقد کر کے اس جدوجہد کا آغاز کیا۔

قادیانیوں نے تقسیم بھارت کے خلاف ہر لحہ انگریزوں اور کانگریس کے موقف کی ترجمانی کی۔ ۱۹ مئی ۱۹۴۷ء کے الفضل میں انہوں نے تقسیم ہندوستان کے سوال پر لکھا تھا کہ "ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوتے ہیں تو وہ خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں" قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں نے کلیدی عہدوں پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس غرض سے انہوں نے فوج اور بیوروکریسی میں پلاننگ کے تحت قبضہ کرنے کیلئے بے شمار افراد بھرتی کرائے۔ مسٹر ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ تھے۔ انہوں نے اپنی حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستانی سفارتخانوں میں مرزائی افسر بھرتی کرائے اور ان کی مدد سے اور اپنے اثر و رسوخ سے بیرونی ممالک میں قادیانی مشن قائم کرائے۔ حساس اور باشعور لوگ ان چیزوں کو محسوس کر رہے تھے اور عوام میں چھن چھن کر اس طرح کی خبریں پہنچتی رہیں۔

قائد اعظم اور لیاقت علی خان کی وفات کے بعد خواجہ ناظم الدین کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سر ظفر اللہ خان نے اپنا پورا وزن قادیانیت کے پلڑے میں ڈالنا شروع کردیا۔ ۱۷ مئی ۱۹۵۲ء کو جہانگیر پارک کراچی میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں انہوں نے وزیراعظم کا مشورہ قبول نہ کرتے ہوئے شرکت کی۔ اس طرح قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سرکاری اثر و رسوخ کے استعمال کا الزام عوام کو ایک حقیقت نظر آنے لگا۔ احمدی (قادیانی) خلیفہ کے بیٹے مرزا منظور احمد نے ساہیوال کے ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے قادیانی مشنریوں کی سرگرمیوں کی پشت پناہی کی۔ عوام میں دن بدن قادیانیت کی پراسرار سرگرمیوں کے بارے میں بدگمانیاں پیدا ہورہی تھیں اور اس نئے مذہب کے ماننے والوں کو کافر قرار دینے کی تحریک جو ۱۹۵۳ء میں شروع ہوئی تھی‘ پنجاب میں خوفناک صورت حال اختیار کرگئی تھی اور پنجاب میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوگیا تھا جس کو کنٹرول کرنے کے لئے پنجاب میں مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔ مولانا مودودی اور عبدالستار خان نیازی کو مرزائیوں کے خلاف تحریک چلانے کے جرم میں پھانسی کی سزا سنادی گئی جس نے عوام کے جذبات کو اور مشتعل کردیا۔ مسلم لیگ کی حکومت اس تحریک کے دوران عوام کا اعتماد کھوچکی تھی۔ میاں ممتاز دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھاکر مرزائیوں کے خلاف چلنے والی تحریک کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے۔ غلام محمد دونوں سے چھٹکارا چاہتے تھے۔ پنجاب کی بدامنی کی ذمہ داری کو برطرف کردیا گیا۔ ایک بار پھر قادیانیت کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک ٹھنڈی پڑ گئی۔ محمد علی بوگرہ‘ چوہدری محمد علی سہروردی آئی آئی چندریگر اور فیروز خان نون وزارت عظمٰی کی گدی پر آتے جاتے رہے لیکن احمدی تحریک (قادیانی) کا اثر و نفوذ برقرار رہا۔

ایوب خان نے کونشن مسلم لیگ کی بنیاد رکھی تو احمدی تحریک (قادیانی) کے اثر و نفوذ کی جھلک ایوبی دور میں بھی دیکھی جاسکتی تھی۔ ۱۹۷۰ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو برسراقتدار آئے تو ان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا سہرا جہاں ملک کے کروڑوں غریبوں کے سر تھا اس کے ساتھ ساتھ مرزائیوں نے بھی دامے درمے سخنے بھٹو کی مدد کی۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ تفریحی ٹور پر تھے جب وہ ربوہ ریلوے اسٹیشن سے گزرے تو قادیانیوں نے ان پر حملہ کردیا۔ بھٹو دور میں قادیانیوں کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ اور سول بیورو کریسی میں ان کے نمائندے اعلیٰ عہدوں پر پہنچ گئے تھے۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ احمد رضا قصوری کے علاوہ یہ فیصلہ قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے منظور کیا تھا۔ قادیانی مسئلہ کے حل کے سلسلے میں پیپلزپارٹی میں آخری وقت تک اختلاف رائے تھا۔ لیکن حزب اختلاف کی جماعتوں کی طرف سے دباؤ‘ ملک گیر تحریک اور نازک مذہبی جذبات کے پیش نظر ذوالفقار علی بھٹو نے تحریک کو سختی سے دبانے کے بجائے اس مسئلہ کو دستوری طور پر حل کرکے کریڈٹ لیا۔

پیپلزپارٹی کے دور حکومت کے اس تاریخ ساز فیصلہ کے بعد مرزائیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔ جو قیام پاکستان کے بعد قادیان کی طرز پر خفیہ سرگرمیوں کا اڈا تھا۔ مرزا ناصر احمد جو کہ اس وقت خلیفہ تھے‘ ان کے لئے یہ فیصلہ صدمے کا باعث بنا۔ مرزا ناصر کے بعد مرزا طاہر خلیفہ نامزد ہوئے۔ ضیاء الحق نے ان کی خفیہ سرگرمیوں کو ناممکن بنادیا تو انہوں نے اپنا مرکز لندن کو بنالیا اور مرزا طاہر ملک سے باہر چلاگیا۔ وہ دنیا بھر کے غیر مسلموں کو گمراہ کرنے میں مصروف رہے قادیانی فرقہ کا ہر دور میں عروج رہا ہے انہوں نے اس خود ساختہ مذہب کو زیادہ تر بیوروکریسی میں گھسے ہوئے قادیانیوں کے ذریعے چلانے کی کوشش کی۔ سرکاری ملازموں کے ذریعے قادیانی مذہب کی ترویج و ترقی زیادہ تر مرزا ناصر کے دور میں پروان چڑھی جس سرکاری افسر نے مرزا ناصر کے اشاروں پر چلنے سے انکار کیا اسے اس کی سزا ضرور بھگتنا پڑی اس دور میں محکمہ تعلیم پنجاب کے ڈی پی آئی ڈاکٹر عبدالروف نے جب ان کے اشاروں پر چلنے سے انکار کیا تو انہیں کھڈے لائن لگادیا گیا۔

سیاست کے فرعون از وکیل انجم
(صفحہ نمبر ۲۷۲ تا ۲۷۷)

روشن باتیں

اولیاء اللہ کی شان

★ دنیا کے کاروبار کے باوجود زبان پر ذکر جاری دل میں اللہ کی یاد اور قیامت کے محاسبہ کا خوف سب سے افضل۔ مختصر یہ کہ ذکر اللہ کو سب سے افضل قرار دیا ہے۔

کوئی حد نہیں

★ اللہ تعالیٰ کے یہاں ذکر کے لئے کوئی حد‘ کوئی غایت‘ کوئی نہایت نہیں۔

اعلیٰ درجہ

★ نجات پانے والوں میں اعلیٰ درجہ ذکر کرنے والوں کا ہے۔

بڑی عبادت

★ تلاوت سے اور نماز سے بھی بڑی عبادت اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

بابو شفقت قریشی سہام

حج کی نجکاری کیوں؟

ہر سال حاجیوں کی واپسی مکمل ہوتے ہی یہ خبریں گشت کرنا شروع کردیتی ہیں کہ حج کی نج کاری کرکے پرائیویٹ ہاتھوں میں دے دیا جائے گا کیونکہ وزارت مذہبی امور حاجیوں کے لئے باوجود دعوؤں کے بہتر انتظامات نہ کرسکی۔ اس دفعہ بھی یہی خبریں سننے کو مل رہی ہیں کہ حج کا پورا انتظام پانچ قومی بینکوں کے سپرد کردیا جائے گا جو نہ صرف حج کے واجبات وصول کیا کریں گے بلکہ انتظامات حج وغیرہ کرنا بھی بینکوں کی ہی ذمہ داری ہوگی۔ وزارت مذہبی امور اسی طرح قائم رہے گی یا نہیں یہ فیصلہ ہونا باقی ہے البتہ یہ معلوم ہوا ہے کہ نگرانی کے ساتھ ساتھ ویزوں کے حصول میں بینکوں کی مدد کرے گی اور یہ بھی کہا جارہا ہے کہ وزارت مذہبی امور اور بینکوں کے درمیان تمام معاملات اور شرائط وغیرہ طے پاچکی ہیں جن کی روشنی میں سمری منظوری کے لئے اوپر بھیجی جاچکی ہے۔ بظاہر تو یہ خبریں اسی طرح کی ہیں جو ہر سال سنی جاتی ہیں اور وزارت مذہبی امور کی حج پالیسی کے اعلان کے ساتھ ہی ختم ہوجاتی ہیں بہرکیف اس کے مضمرات پر نظر ڈالنا اس لئے ضروری ہے کہ سالہاسال سے رائج طریقہ کار میں یکدم تبدیلی کرنے کے جہاں فائدے ہوسکتے ہیں وہاں نقصانات پر بھی نگاہ رکھنا بے حد ضروری ہے۔

آج کل رائج طریقہ کار کے مطابق حاجیوں کی واپسی کے بعد وزارت مذہبی امور خود اپنے طور پر بھی انتظامات حج کی کامیابی یا ناکامی کے بارے میں ایک رپورٹ مرتب کرتی ہے۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ شکایات اور تجاویز اکٹھی کی جاتی ہیں اور اس سلسلے میں حجاج سے براہ راست آراء بھی مانگی جاتی ہیں اور وہ از خود بھی شکایات یا تجاویز کی شکل میں تحریری طور پر وزارت مذہبی امور کو آگاہ کرتے ہیں۔ مزید آنکہ بعض حج ویلفیئر کی تنظیمیں اور حاجیوں کے معاملات سے دلچسپی رکھنے والے بے لوث افراد بھی انتظامات حج میں خامیوں کی نشاندھی کرکے ان کی اصلاح کے لئے تجاویز بذریعہ پریس یا براہ راست وزارت مذہبی امور کو بھیجتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حج سے متعلقہ اداروں کی تجاویز کو بھی خاصی اہمیت دی جاتی ہے۔ ہر سال کے لئے جو حج پالیسی وضع کی جاتی ہے اس کے نمایاں خدوخال کچھ اس طرح سے ہوتے ہیں۔ عازمین حج کی کل تعداد ان میں سے ریگولر اسکیم اور اسپانسرشپ اسکیم کے تحت علیحدہ علیحدہ تعداد' درخواستوں کی وصولی کی تاریخیں' حج بدل کے لئے کوٹہ کی تفصیل' درخواست دہندگان کے لئے شرائط اہلیت' گروپ اسکیم کی حوصلہ افزائی اور طریقہ کار' رہائش' ٹرانسپورٹ' ویلفیئر اور میڈیکل مشن کی تشریح' زرمبادلہ کا کوٹہ اور کل واجبات حج کی رقم وغیرہ۔ حج پالیسی ایک ایسی دستاویز ہوتی ہے جو نہ صرف کافی بحث مباحثے اور غوروخوض کے بعد تشکیل پاتی ہے لیکن کابینہ سے اس کی منظوری بھی حاصل کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وزارت مذہبی امور حج پالیسی میں طے شدہ امور پر عملدرآمد کرنے کی پابند بھی ہوتی ہے۔

پورے حج اپریشن میں تین اہم فریق ہوتے ہیں:

○ سعودی قونصلیٹ جو مقررہ تعداد کے مطابق حج کے لئے ویزے جاری کرتا ہے۔

○ درخواست دہندگان

○ وزارت مذہبی امور

وزارت مذہبی امور کے معاون پانچ قومی بینک پاکستان کمپیوٹر بیورو' ہوائی کمپنیاں اور سول ایوی ایشن وغیرہ ادارے اور محکمے ہوتے ہیں۔ وزارت مذہبی امور کی ہدایت کے مطابق بینکوں کی تمام برانچیں حج درخواست فارم جاری کرتی ہیں اور ان کی تکمیل کے بعد واجبات حج سمیت وزارت مذہبی امور کو فارم کا انگریزی حصہ کمپیوٹر کے استعمال کے لئے بھیج دیتی ہیں۔ ابتدائی جانچ پڑتال کے بعد تعداد بڑھ جانے کی صورت میں پاکستان کمپیوٹر بیورو میں فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ بین الاقوامی طے شدہ شرائط کے مطابق حج ویزہ جاری کرنے کے لئے سعودی ایمبیسی صرف وزارت مذہبی امور کے خطوط کو قابل قبول تصور کرتی ہے۔ پاکستان حجاج کی فلاح و بہبود کے لئے جدہ' مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مستقل دفاتر بھی قائم کئے گئے ہیں جو حج کے بعد بھی پورا سال کام کرتے ہیں اور ملک کے اندر سات حاجی کیمپوں سے حج پروازیں حاجیوں کے لئے چلتی ہیں جن میں پاکستان ایئرلائنز کے ساتھ ساتھ سعودی ایئرلائنز بھی حج پروازیں چلاتی ہے۔ سعودی حکومت کی یہ ہدایات ہیں کہ کوئی حاجی سڑک پر ڈیرہ نہ لگائے یعنی کرایہ پر مکان حاصل کرنا ہر حاجی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں وزارت مذہبی امور ایسے عازمین حج جو گروہوں میں درخواستیں جمع کراتے ہیں ان کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کے لئے مکانات کرائے پر لینے کے انتظامات کرتی ہے اور نان گروپ والے اپنے ذرائع سے مکانات کا کرایہ

وغیرہ ادا کر کے اس کا تحریری ثبوت و بینک کی سالیت سے وزارت مذہبی امور کو فراہم کرتے ہیں اس طرح ان سے کرایہ کی کٹوتی ان کے زرمبادلہ میں سے نہیں کی جاتی۔ اس کے علاوہ نان گروپ کے حجاج کی بہبود' علاج معالجہ اور ہر طرح کی دیکھ بھال اس طریقہ سے وزارت مذہبی امور کی جانب سے کی جاتی ہے جس طرح کی گروپ والوں کی' کی جاتی ہے۔ باوجود بعض مستقل خامیوں کے وزارت مذہبی امور کی حجاج کے بارے میں ذمہ داریوں کی تفصیل اتنی طویل ہے کہ چند سطور میں ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔ البتہ چند ایک کا ذکر کردینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

تمام سفری کاغذات بشمول زرمبادلہ کی فراہمی وزارت مذہبی امور کی ذمہ داری ہوتی ہے' بیرون ملک سفر اختیار کرنے کے لئے پاسپورٹ بنوانا اور اس کے لئے بھاری فیس ادا کرنا' ویزہ لگوانا' ٹکٹ خریدنے کے بعد سیٹ اوکے کروانا' رہائش اور ٹرانسپورٹ وغیرہ کا خود انتظام کرنا اور علاج معالجہ وغیرہ کا بندوبست کرنا ہر سیاح یا پاسپورٹ ہولڈر کی اپنی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اگر ایک شخص حج کا ارادہ کرتا ہے تو ماسوائے واجبات حج کا خود بندوبست کرنے کے باقی تمام لوازمات وزارت مذہبی امور کے ذمہ ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ پاسپورٹ کی تیاری سے لے کر ویزا لگوانا' سیٹ فراہم کرنا' اور اس عظیم سفر کے لئے ایک عازم حج کی تعلیم و تربیت یعنی ٹریننگ وغیرہ کا انتظام کرنا بھی وزارت مذہبی امور کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ سروس چارجز کے طور پر جو معمولی سی رقم ہر عازم حج سے وصول کی جاتی ہے اس سے سہولتیں فراہم کرنا تو دور کی بات ہے صرف پاسپورٹ بنوانے کے لئے بھی وہ رقم ناکافی ہوتی ہے۔ میرا مقصد وزارت مذہبی امور کی خوشامد یا صرف تعریف کرنا ہی نہیں یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح حکومت کی عام حالات میں ذمہ داری ہوتی ہے کہ عوام کی فلاح و بہبود کا خیال رکھے اسی طرح فائدہ نقصان کا خیال کئے بغیر پوری وزارت اور اس کے ماتحت دفاتر حجاج کی ویلفیئر پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اسی طرح کی توقعات کسی کمرشل ادارے یا بینک سے وابستہ کرنا ایک خام خیال ہے۔ حج کا کام بینکوں کے حوالے کرنے والوں کا خیال ہے کہ جس طرح بینکوں نے عمرہ کا کام سنبھال لیا تھا اور لوگوں کو سفارت خانے یا حاجی کیمپوں کے چکروں سے نجات مل گئی تھی شاید اسی طرح حج کے کام کو بھی بینک بخوبی سرانجام دے سکیں گے' حقیقت تو یہ ہے کہ عمرہ کا فارم قونصل خانے سے حاصل کرنا' بینکوں کو لاکر دینا' عازمین عمرہ کے بھرے ہوئے عمرہ فارم کے ساتھ ان کے پاسپورٹ اور دوسرے ضروری کاغذات بینکوں سے لے کر قونصلیت سے ویزے لگوا کر بینکوں کو واپس کرنا تمام کی تمام ذمہ داری وزارت مذہبی امور کے افسران اور اسٹاف کی ہے بلکہ وزارت کے افسران اور عملہ ایمبیسی کے اسٹاف کی مدد کے لئے بھی بھیجا جاتا ہے۔ بینکوں کا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ دستاویزات وصول کر کے وزارت مذہبی امور کے حوالے کریں اور ویزہ لگے ہوئے پاسپورٹ مقررہ تاریخ پر عازمین عمرہ کو واپس کریں' صرف اتنے سے معمولی کام کے لئے بینک اچھی خاصی فیس وصول کرتے ہیں اور جو اصل کام ہے وہ وزارت مذہبی امور کراکے دیتی ہے۔ بظاہر ایک عازم حج جو رقم بطور واجبات حج جمع کراتا ہے اس سے کئی گنا زیادہ خرچ حکومت ایک عازم حج پر خود کرتی ہے جو وزارت مذہبی امور اور اس کے متعلقہ ماتحت دفتروں اور اداروں پر سینکڑوں افسران' اسٹاف کی تنخواہوں اور دوسرے اخراجات کی شکل میں نمایاں ہے اور اس کی تفصیل سے سب آگاہ ہیں۔

عموماً کسی بھی عازم حج نے وزارت مذہبی امور کے دفتر اور حاجی کیمپوں میں انتظامات کے بارے میں کبھی کوئی شکایت نہیں کی' کبھی کبھار کمپیوٹر کی کوئی غلطی ہو سکتی ہے' اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ اس دفعہ وزارت مذہبی امور کے انتظامات بہت ناقص تھے تو یہ شکایت تمام انتظامات کے بارے میں نہیں ہوتی بلکہ صرف رہائشی انتظامات اور مشاعر کی ٹرانسپورٹ بروقت نہ ملنے کے بارے میں ہوتی ہے' اسی طرح ویلفیئر اسٹاف کے بارے میں بھی شکایات گو کہ ملتی ہیں لیکن ان کی اصلاح کی ضرورت ہے نہ کہ پورے نظام کو بدل کر کمرشل ہاتھوں میں دے دیا جائے۔ فرض کرلیں کہ عمرہ کی مثال سامنے رکھو کہ حج کا وسیع کام بھی بینکوں کے حوالے کردیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں بھی سعودی قونصلیت براہ راست بینکوں کو تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوگی لامحالہ وزارت مذہبی امور کی ضرورت پیش آئے گی۔ دو حکومتوں کا آپس میں لین دین سفارتی سطح پر کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے جبکہ کمرشل اداروں کی حیثیت کو سفارتی دفتر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ بینک کے اندر کاؤنٹر لگا کر کاغذات وصول کر کے پندرہ دن بعد وزارت کی معرفت ویزہ لگوا کر اسی کاؤنٹر سے واپس کرلینا آسان کام ہے لیکن پورے حج آپریشن کو ڈیل کرنے کے لئے اسٹاف افسران کی تعیناتی سعودی عرب میں دفتروں کا قیام' مسوسہ' مکتب اور سعودی حج کے دفتروں سے ڈیل کرنے کے لئے بہت بڑی منصوبہ بندی کی ضرورت پڑتی ہے' صرف یہ سوچنا کہ صرف مکانات لینا شاید آسان کام ہوگا اور بس کام ختم ہوگیا درست نہیں ہے' یہ کام تو وزارت مذہبی امور کے ان افسران کے لئے بھی بے حد مشکل ہے جو پورا سال مستقل وہاں قیام پذیر ہوتے ہیں چہ جائیکہ کوئی یہاں سے جائے اور رہائشی انتظامات مکمل کرکے واپس آکر اوکے رپورٹ دے دے۔

باقی ص۲۴ پر

شہید مظلوم

شیخ الحدیث مولانا انیس الرحمن درخواستیؒ

مولانا محمد سعید احمد جلالپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

بروز جمعہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۹۷ء دوپہر ۳-۴ بجے کے درمیان حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے نواسے اور ان کے علمی جانشین، مولانا شفیق الرحمن درخواستی کے برادر خورد، جامعہ انوار القرآن ۱۱ سی نارتھ کراچی کے صدر مدرس و شیخ الحدیث، جامع مسجد الہدیٰ ٹرسٹ بفرزون کے امام و خطیب، متعدد مساجد میں ہفت واری درس و بیان کے مقبول مقرر، قادر الکلام مصنف، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد سجادہ نشین کندیاں شریف کے مرید باصفا اور سراپا خلوص و محبت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا انیس الرحمن درخواستی کو گولی مار کر شہید کردیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للہ ما اخذ وللہ ما اعطی وکل عندہ باجل مسمی۔ مولانا اپنی زندگی کی صرف ۳۴-۳۵ بہاریں ہی دیکھ پائے تھے کہ انہوں نے اپنا رخت سفر باندھ لیا، اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے ایک ہی جست میں دنیا سے آخرت میں پہنچ گئے۔ ان کی موت علم و عمل کی موت ہے، ان کا قتل شرافت و دیانت کا قتل ہے، ان کی موت کا سانحہ صرف ان کے خاندان، بیوی بچوں، اعزہ اقربا کا نہیں بلکہ پوری قوم کا نقصان ہے۔ اس لئے کہ موت العالم موت العالم یعنی عالم کی موت پورے عالم کی موت ہے۔ وہ علم و عمل کے پیکر اور زہد و اتقاء کا مجسمہ تھے۔ ان سے اپنے بھی خوش اور پرائے بھی مانوس، وہ اپنی سادگی سے ہر ایک کو اپنا گرویدہ اور علم و ادب کی جولانی سے اپنا اسیر بنالیتے، ان کے حلقہ وعظ میں ایک بار شریک ہو کر انہیں بھلایا نہیں جاسکتا، ان کا بیان ہر طبقہ میں یکساں مقبول تھا۔ پڑھے لکھے، اور بے پڑھے، جوان اور بوڑھے، عورتیں اور مرد اس میں اپنے لئے عجیب کشش و لذت اور چاشنی محسوس کرتے۔ وہ سراپا خلوص و محبت تھے، ان سے کسی کا دکھ [illegible] دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ وہ ہر ایک کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھتے، وہ مسلک حقہ مسلک علماء دیوبند کے حقیقی سفیر اور اپنے نانا جان حضرت درخواستی قدس سرہ کے سچے جانشین تھے، ان کے متقدیوں کا بیان ہے کہ دن بھر درس و تدریس، وعظ و بیان اور مختلف حلقہ دروس میں شریک ہوتے اور سب آنے جانے والوں کی پریشانیوں کو غور و فکر سے سنتے، مسائل کا جواب دیتے، شکوک و شبہات میں مبتلا نوجوانوں کی تشفی کراتے، بسا اوقات رات گئے تک مسجد میں عقیدت مندوں کی تربیت فرماتے مگر صبح تہجد میں سب سے پہلے مصلیٰ پر موجود نظر آتے، حیرت ہوتی کہ ان کی نیند کب اور کیسے پوری ہوتی ہوگی؟ یہ مطالعہ کب فرماتے ہوں گے؟ یہ انسان ہیں یا فرشتہ؟

یہ وہ اوصاف تھے جن کی وجہ سے انہیں قبول عام نصیب ہوا۔ ان کی زبان سے نکلنے والی ہر بات دل پر اثر کرتی، یہی وجہ ہے کہ تھوڑے عرصہ میں ان کی مسجد میں ایک اچھا خاصہ حلقہ جم گیا۔ ایسے محسوس ہوتا جیسے کسی نے لوگوں کو ان کے ساتھ باندھ دیا ہو۔ بظاہر خاموش مگر ان کا دل گویا تھا، ان کی خاموشی سے عظمت و وقار ٹپکتا تھا، ان کی گفتار سے شفقت و پیار جھلکتا تھا۔ وہ بولتے تو جی چاہتا بولتے ہی رہیں وہ خاموش ہوتے تو محسوس ہوتا بولنے میں کسی کی اجازت کے منتظر ہوں، حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد سجادہ نشین کندیاں شریف سے بیعت وارادت کا تعلق تھا ان کی مجلس میں حاضر ہو کر ادب و فنائیت کا یہ عالم ہوتا کہ گھنٹوں حضرت کی مجلس میں بیٹھتے مگر مجال ہے کہ زبان سے بے وجہ کوئی بات نکلے! صرف یہی نہیں بلکہ پوری نشست میں دو زانوں اور گردن جھکائے بیٹھے رہنا ان کا معمول تھا، مولانا اس چھوٹی سی عمر میں، علم و عمل، شرافت متانت، حلم و وقار میں اپنے ہمعصروں میں ممتاز تھے، ان کے کمالات کو دیکھ اور سن کر باور نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی عمر صرف ۳۴-۳۵ سال تھی۔ مولانا اپنے علاقہ نارتھ کراچی میں نہایت جم کر کام کررہے تھے ان کا اپنے حلقہ میں بے حد اثر تھا، ان کے دروس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ہفتہ میں تین دن اپنی مسجد اور باقی تین دن مختلف علاقوں کی مساجد میں درس ہوتے اور ان کے ہر درس میں بھرپور حاضری ہوتی۔ جبکہ محلہ کے مختلف گھروں میں متعدد پروگرام باقاعدگی سے ہوتے تھے، دین دشمن قوتوں کو یہ برداشت نہیں ہوسکا ورنہ مولانا مرنج و مرنجاں شخصیت کے مالک تھے ان کا کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں تھا نہ وہ کسی

لسانی یا نسلی امتیاز اور عصبیت کا درس دیتے۔ بلکہ وہ ان تمام خرافات سے الگ تھلگ دین دیانت' شرافت و نجات کا سبق دیتے وہ صرف انسان سازی کا کام کرتے۔

انہوں نے مخلوق کو خالق سے دور کرنے والی تمام شیطانی رکاوٹوں کو ڈھا دینے کا عزم کر رکھا تھا' وہ سمجھتے تھے کہ مخلوق سے خالق روٹھ گئے ہیں کسی طرح پھر سے خالق و مخلوق کا رشتہ عبد و معبود استوار ہوجائے' اور انہوں نے اس سلسلہ میں کامیاب حکمت عملی اختیار فرما رکھی تھی نوجوان طبقہ ان کا گرویدہ تھا۔ بوڑھے عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کرتے تھے بچے ان کی شفقت سے مانوس تھے' طلبہ ان کی تدریس کے عاشق اور مدرسہ کے ارباب حل و عقد ان کی قابلیت کے مداح تھے کہ چشم زدن میں قضاء قدر کے ہاتھ نے انہیں شہادت سے سرفراز فرمایا' آج مدرسہ سوگوار ہے کہ اس کی بہار و شادابی اس سے چھن گئی' طلبہ نوحہ کناں ہیں کہ ان کا محبوب استاذ ان سے جدا ہوگیا' مسجد اور نمازی اداس ہیں کہ ان کا خطیب و امام نہ رہا جوان بوڑھے' بچے اور اہل محلہ حیران ہیں کہ چشم زدن میں ان کا محبوب راہنما کیوں کر ان سے چھین لیا گیا۔ مگر حکومت اور انتظامیہ کو اس سے بحث نہیں' وہ چین کی بانسری بجا رہی ہے۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ اہل دین کو باقاعدہ ایک منظم سازش کے تحت راستہ سے ہٹانے کی کوشش کی جارہی ہے' یہی وجہ ہے کہ مولانا مرحوم کی شہادت کا انتظامیہ نے کوئی نوٹس نہیں لیا' ورنہ ایسے واقعات میں عموماً" پولیس اور انتظامیہ حرکت میں آجاتی ہے' ملزموں کے خاکے بنتے ہیں' چھاپے مارے جاتے ہیں اور مختلف ٹیمیں تشکیل دی جاتی ہیں مگر یہاں ان میں سے کسی چیز کا تکلف نہیں کیا گیا۔ مولانا کو

باقی صفحہ ۱۵ پر

بقیہ: حج کے نجکاری سے کیوں؟

سچ تو یہ ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی کرائے کی عمارت ان کا کرایہ ان میں گنجائش' حرم سے فاصلہ' مالک مکان کا نام' رہائش کمروں کی تعداد' لفٹیں' غسل خانے اور منزلیں وغیرہ ہمارے کمپیوٹر میں پہلے سے فیڈ ہیں' حج آپریشن ختم ہونے کے فوراً" بعد اگلے حج کے لئے عمارتوں کے حصول کے لئے گفت و شنید شروع ہوجانی چاہیے۔ رہا یہ سوال کہ پندرہ فیصد ایڈوانس کہاں سے دیا جائے تو اس کا حل وزارت کو خود معلوم ہونا چاہیے' البتہ ایک صورت یہ بھی ہے کہ حج پالیسی کا اعلان کر کے درخواستوں کی وصولی کے لئے شروع کردی جائے اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا واجبات حج کی رقم وزارت مذہبی امور کے اکاؤنٹ میں جمع رکھنے سے حجاج کے لئے پہلے کی نسبت زیادہ فلاح و بہبود کے انتظامات ہوسکیں گے اور دوسرا یہ کہ مکان کے کرایہ کے لئے ایڈوانس ادا کرنے کی فکر لاحق نہ ہوگی۔ ہر عازم حج سے ۲۵۵ ریال ٹرانسپورٹ کی مد میں کاٹ لئے جاتے ہیں جس میں مکہ سے منیٰ' منیٰ سے عرفات' عرفات سے مزدلفہ اور پھر منیٰ سے مکہ واپسی کا ۱۵۰ ریال کرایہ بھی شامل ہوتا ہے۔ باوجود ہر سال شکایت کے حجاج کو ان مقامات تک آنے جانے کے لئے بسیں نہیں ملتیں' جبکہ باقی تمام مقامات کے لئے بسیں بروقت ملتی ہیں اس لئے ان کے بارے میں کبھی کوئی شکایت نہیں ہوتی۔ مشاعر کے لئے بسوں کا بروقت نہ ملنا خصوصاً" عرفات سے مزدلفہ تک وزارت مذہبی امور پر حجاج کے غصہ کا سبب بنتا ہے گو کہ اس دفعہ بھی اعلان کیا گیا کہ جو مشاعر کی ٹرانسپورٹ استعمال نہ کرنا چاہتے ہوں وہ جدہ ایئرپورٹ پر پہنچتے ہی ۱۵۰ ریال کا کوپن پھاڑ کر رکھ لیں اور بعد میں رقم لے لیں لیکن ایسا کرنے کی کسی نے اجازت نہ دی۔ اس کا بہترین حل یہ ہے کہ بروقت سعودی وزارت حج سے گفت و شنید کرکے ان کو آمادہ کیا جائے کہ منیٰ عرفات کی ٹرانسپورٹ استعمال کرنے کے خواہشمند خود معلمین کے پاس ۱۵۰ ریال جمع کرائیں جس طرح کے ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ اگر وزارت مذہبی امور یہ دوسرا اہم مسئلہ یعنی مشاعر کی ٹرانسپورٹ اختیاری ہونا بھی حل کرانے میں کامیاب ہوجائے تو باقی تمام انتظامات میں معمولی ردوبدل کی ضرورت پیش آئے گی اور سالہاسال سے رائج طریقہ کو کمرشل ہاتھوں میں دینے کا خطرہ مول لینا نہیں پڑے گا۔ جہاں وزارت مذہبی امور کو چاہیے کہ حج کی نج کاری کرنے سے پہلے اس کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرے وہاں کمرشل بینکوں کو بھی یہ سوچ کر آمادگی ظاہر کرنا چاہیے کہ حج ایک اہم فریضہ ہے جس کے انتظامات کرنے میں بینکوں کو تجارتی فوائد حاصل نہیں ہوسکتے۔ وزارت مذہبی امور سے استدعا ہے کہ اول تو حج کے صاف ستھرے کام کو بینکوں کے ہاتھوں میں دے کر اسے کمرشل حیثیت نہ دیں' دوم حجاج کرام سے اس بارے میں رائے اور تجاویز ضرور حاصل کریں اور وزارت مذہبی امور کے ہزاروں ایمپلائز کے مستقبل کو بھی مدنظر رکھیں۔

تاریخی ڈائری

حافظ محمد سعید اسعد

خاتم الانبیاء اور تبلیغ اسلام کے ابتدائی مراحل

(قسط نمبر۴)

انکا یاس انگیز جواب پاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکل آئے مگر جاتے کہاں؟ ان بیکار امراء کو ایک مدت کے بعد ایک مشغلہ ہاتھ آیا تھا' تفنن طبع کیلئے انہوں نے شہر کے اوباشوں کو اشارہ کردیا کچھ بازار کے سر پھرے لڑکے ساتھ ہوگئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے دنیا کا محسن جدھر سے گزرتا یہ شقی اس پر پتھروں کی بارش کرتے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لہولہان ہوگئے تو بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر گھائل ہوکر زمین پر گر پڑے کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم نہ کھایا۔ شہر کے باہر تین میل تک بدمعاشوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں پہنچے وہاں انہیں پتھروں کی بارش سے پناہ ملی' زید بن حارث دین و دنیا کے آقا کو بچاتے بچاتے خود بری طرح زخمی ہوگئے تھے یہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نخلہ کے مقام پر پہنچے جہاں چند روز قیام فرمایا' پھر مکہ تشریف لے آئے۔

انہی گھنگھور مایوسیوں میں امید کی پہلی کرن پھوٹی' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایام حج میں تبلیغ کرتے مقام عقبہ پہنچے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سعید روحیں دیکھیں' ان کا حسب نسب پوچھا' یہ قبیلہ بنی خزرج کے لوگ تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوت حق دی اور پاک کلام سنایا' ان لوگوں نے غور سے کلام ربانی سنا اور قلب صحیح سے قبول کیا' یہ فرشتہ سیرت انسان' عقبہ بن عامر' اسد بن زرارہ' عوف بن حارث' رافع بن مالک بن عجلان' قطبہ بن عامر اور جابر بن عبداللہ تھے۔

دوبارہ حج کا موقع آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان چھ نور ایمان پانے والوں کو ڈھونڈنے لگے' خدا کی مہربانی سے یہ چاند اور ستارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے عقبہ کے مقام پر جمع ہوچکے تھے۔ ان کے ساتھ سات نومسلم اور بھی تھے۔ سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی' یہ بیعت عقبہ اولی کے نام سے مشہور ہے' یہ بعثت نبوی کا بارھواں سال تھا۔ ان مسلمانوں کی درخواست پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر کو مبلغ بناکر مدینہ بھیجا تاکہ وہ اسلام کے احکام یثرب میں عام کریں۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ علم کے دریا اور علم میں یکتا تھے' اس شیریں مقال کی باتیں لوگوں کے دلوں میں چپکے چپکے گھر کرنے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے مدینے میں اسلام کا چرچا گھر گھر ہونے لگا۔ اگلے سال دین اسلام کا یہ کامیاب مبلغ تہتر مرد اور عورتوں کا قافلہ لیکر حج کے موقع پر مکہ پہنچا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے کی اطلاع پہلے ہوچکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے چھپ چھپاکر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عقبہ (منیٰ) پہنچے۔ ان سب نے خواہش ظاہر کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سرزمین مدینہ کو فخر بخش کر انہیں سرفراز فرمائیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا' انہوں نے اہل مکہ کی ایذا رسانی کے اندیشے سے مسلمانوں کو مدینے میں آزاد ہونے کا حکم دیا۔

مومنین کیلئے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ٹالنا ممکن ہی نہ تھا' انہوں نے گھربار کی پروانہ کی' وہ صرف دولت ایمان لیکر مدینے پہنچے جہاں انصار نے باوجود تنگدستی کے مہاجرین کی آؤ بھگت کی اور وہ کشادہ دلی دکھائی کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ کارخیر میں سعی ناکام جب کمر ہمت جھکادے اور ناکامیوں کا غم دل کی عمارت ڈھانے لگے' تو رحمت حق بہار دکھاتی ہے' اس کی بندہ نوازیاں انسان کو فرش سے اٹھاکر عرش پر لے جاتی ہیں جہاں قسام ازل سے محبت باندازہ جام دیتا ہے۔ طائف کے ہمت شکن سانحے کے بعد اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل گرفتہ ہوکر فرش حرم پر لیٹ گیا۔ رحمت حق نے اسے خاک سے اٹھاکر افلاک پر پہنچادیا' ہفت افلاک تک رسائی کی داستان طویل ہے' اس کی معرفت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اسے واقعہ معراج کہتے ہیں۔ قریش نے مسلمانوں کو ہجرت سے روکنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا انہیں سخت اذیتیں دیں' بعض کے بیوی بچے چھین لئے گئے' بعض کے مال و املاک ضبط ہوئے' مگر ایمان کی دولت اور حق کی آواز ضبط نہ ہوسکی۔ مسلمان جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے حکم سے سرتابی کفر خیال کرتے تھے' اس دارو گیر اور ضبطی و قرقی سے بے پروا ہوکر مدینے پہنچے' قریش کیلئے مذہب کی خدمت کے ساتھ ساتھ' عزیزوں

کی مفارقت ایک ناسور سے کم نہ تھی جس کی سوزش انہیں ہر لحہ تڑپاتی رہتی۔ انہوں نے ایک فیصلہ کن مجلس مشاورت کا اہتمام کیا' تاکہ سرچشمہ خیر و برکت ہمیشہ کیلئے بند کردیا جائے۔

بڑی دماغ سوزی کے بعد دشمن دین ابوجہل نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر قبیلے سے ایک ایک شخص منتخب کرکے سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑو اور اس کی تکا بوٹی کردو' اس کے اقرباء جب سرداروں کی تلواریں لہو سے رنگین دیکھیں گے تو دم نہ ماریں گے' اس تجویز پر جہنم کے سب سے چھوٹے بڑے شیطانوں نے خوب واہ واہ کی' فیصلہ ہوا کہ سرشام ہی کفر کی تاریکی ایمان کی تنویر کو گھیرلے۔ موذیوں کا یہ قافلہ آستانہ مبارک سے ذرا پرے گھات لگاکر بیٹھ گیا کہ جونہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح گھر سے نکلیں۔ سب تلواریں سونت کران پر جاپڑیں' اس بھیانک منصوبے سے پہلے پروردگار عالم کی طرف سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم مل چکا تھا' چنانچہ ہجرت سے دو روز پہلے یہ حکم پاکر نبیوں کا سردار صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی نگاہوں سے چھپتا بچتا دوپہر کے موزوں وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا' اور بیٹھتے ہی نوید ہجرت سنائی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بے تابانہ پوچھا کہ ہمراہی کا شرف کیا مجھے بھی بخشا جائے گا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں سر کو جنبش دی' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوشی سے کھل اٹھے کہ نخل آرزو بار آور ہو۔ پیغمبر اسلام کی ہمراہی مومنین کی معراج ہے' اس شرف سعادت پر نہایت عجز سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اسی مبارک دن کیلئے ببول کی پتیاں کھلا کر میں نے دو اونٹنیاں پال رکھی ہیں' ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پسند فرماکر میری عزت افزائی کریں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی کی قیمت ادا کردی جسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پاس ادب سے قبول کرلیا۔ پھر انتظام سفر کرکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور دن کا باقی حصہ یاد الٰہی میں گزارا' رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا! علی! ہمیں ہجرت کا حکم آیا ہے' میرے بستر پر تم میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ اور صبح سب امانتیں واپس کرکے چلے آنا' سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر قربان جایئے' جانی دشمنوں کیلئے بھی تاکید فرمارہے ہیں کہ ان کی امانتیں انہیں ہر حال میں واپس کی جائیں' آج کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سونا موت کے منہ میں جانے کے مترادف تھا' مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ موت سے کب ڈرتے تھے؟ ان کی جان کا ہر حصہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے قربان ہونے کو مچلتا تھا' چنانچہ باوجود اس خطرے کے جناب امیر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پلنگ پر بے کھٹکے سوگئے' ادھر جھٹ پٹے ہی سے دشمن گھات میں آبیٹھے تھے' آدھی رات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نام لیکر گھر سے باہر نکلے اور سورۃ یٰسین کی تلاوت فرماتے بغیر مزاحمت کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر جا پہنچے۔ جناب امیر رضی اللہ عنہ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پلنگ پر اس طرح سورہے تھے جیسے کوئی عالی قدر شہزادہ محفوظ محل میں حریر و کمخواب کے بستر پر آسودہ خواب ہو۔ ساری رات دین کے دشمن کمین گاہ سے نکل نکل کر اور دیدے پھاڑ پھاڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پلنگ کو دیکھتے رہے اور جناب امیر رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ پاکر اطمینان کرلیتے۔ جب پیغمبر کے پاس بستر پر بے خبری کی نیند لیتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صبح ہوگئی' تو ظالموں نے آپکڑا' حضور اکرم صلی اللہ کی جگہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو پاکر بہت سٹ پٹائے اور اپنا ماتھا کوٹنے لگے' پھر طیش میں آکر وہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حرم میں لے گئے جہاں انہیں محبوس کردیا۔ کسی نے رائے دی کہ علی رضی اللہ عنہ کے بجائے اصل شکار کو دیکھو۔ ذرا دوڑ دھوپ کرو' ابھی وہ بہت دور نہ گیا ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محتاط انداز میں چلتے ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ جبل غار میں جاچھپے تاکہ کفار جب تلاش و جستجو سے تھک کر واپس چلے جائیں' تو منزل مقصود کی سمت چل دیں یہ غار مکے سے تین میل داہنی جانب واقع ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ دن بھر کی نقل و حرکت کی اطلاع انہیں کردیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی اسماء رضی اللہ عنہا گھر سے کھانا لایا کرتیں یا یار غار کا غلام بکریاں چراتے چراتے شام کے وقت وہاں آنکلتا۔ دونوں کو دودھ پلاتا اور بکریوں کے نقش پا سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے قدموں کے نشان بھی مٹتا چلا جاتا۔ کفار مکہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نقش پا کے سراغ پر پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے' تو ابوجہل نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے لاعلمی ظاہر کی۔ اس جواب پر یقین نہ کرتے ہوئے ابوجہل نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے منہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ کان کی بالی زمین پر گر پڑی' یہاں سے کھوج لگاتے ہوئے وہ غار کے قریب پہنچ گئے ان کے پاؤں کی آہٹ پاکر یار غار سرتاپا اضطراب بن گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دی دونوں اللہ پر بھروسہ کئے چپ چاپ بیٹھے رہے بچانے والے کے ڈھنگ بھی کتنے نرالے ہیں؟ غار کی تنگی اور

باقی ص۲۹ پر

قرآنی کمپیوٹر

مولانا قاری عبدالحلیم چشتیؒ

قاری سلیم رفیق

قرآن پاک کی مشہور و معرف اور "قرآنی کمپیوٹر" کے لقب سے پکاری جانے والی شخصیت قاری عبدالحلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ حفظ القرآن اسلم روڈ کراچی نے ۱۹۴۲ء کے وسط میں پنجاب کھوڑ تحصیل شہر دلی کے ایک مذہبی اور علمی گھرانے کی مقدس فضاء میں چشم واکی' آپ کے والد ماجد جناب حافظ کریم الدین نوراللہ مرقدہ' اگرچہ ماہر معلم قرآن کے ساتھ ساتھ ایک مستند یونانی طبیب بھی تھے' لیکن انہوں نے اپنی پوری زندگی کلام اللہ کے سکھانے پر مرکوز رکھی۔ ۱۹۲۷ء میں محترم جناب حافظ کریم الدین نوراللہ مرقدہ نے مدرسہ حفظ القرآن کے نام سے شہر دلی میں ایک مدرسہ کی داغ بیل ڈالی اور یہ سلسلہ بحمداللہ تقسیم ہند کے بعد کراچی کے محلہ راجہ مینشن' اسلم روڈ پر جگہ کی تبدیلی کے ساتھ تادم آخر (جنوری ۱۹۷۲ء) جاری و ساری رہا۔ قاری عبدالحلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے کراچی ہی میں اپنے والد محترم کی زیر نگرانی قریبا" ساڑھے دس برس کی عمر میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ حفظ قرآن پر قدرے عبور ہونے کے بعد تجوید کی مزید مشق اور یادداشت میں اضافہ کے لئے شیخ القراء حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی ثم المہاجر مدنی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں کچھ عرصہ گزارا' اس کے بعد انہوں نے اپنے مدرسہ (مدرسہ حفظ القرآن) میں طلباء کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم کی طرف توجہ دی اور بے اے (سال اول) پی ٹی سی ٹائپنگ اور شارٹ ہینڈ کا کورس مکمل کیا۔ اگرچہ موصوف سرکاری اسکول میں دس سال تک دنیاوی علوم سکھانے پر مامور بھی رہے لیکن قرآن پاک کی محبت میں ایسے وارفتہ تھے کہ پھر بعد انتقال پدر خدمت قرآن کو ہی مستقل طور پر اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ اور شب و روز اس کی ترویج و اشاعت میں اپنے آپ کو وقف کردیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ سے سلسلہ چشتیہ سے بیعت ہوئے۔ یادگار پدر' مدرسہ حفظ القرآن میں نہ صرف یہ کہ آپ نے طالبان کلام الٰہی کی حتی الامکان تشنگی دور کرنے کی سعی کی بلکہ متن قرآن پر مبنی ایک منفرد فن کے موجد ہونے کا شرف بھی حاصل کرلیا۔

آپ کو قرآن کریم سے انتہائی شغف اور تعلق تھا۔ قرآن کریم انتہائی پختہ یاد تھا' پورے قرآن کریم میں شاید ہی کوئی غلطی آتی ہو۔ متشابہات قرآن پر مکمل اور حیرت انگیز دسترس حاصل تھی۔ قرآن کریم کے جس نسخہ میں انہوں نے حفظ کیا تھا اس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک صفحہ آپ کے ذہن میں نقش تھا۔ قرآن کریم کا وہ نسخہ ہروقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

قرآن کریم میں کتنی سورتیں اور کتنی آیات ہیں' یہ تو اکثر قراء کو یاد ہوتی ہیں۔ لیکن حضرت قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا کمال یہ تھا کہ آپ کو نہ صرف قرآن کریم کی ہر آیت کا نمبریاد تھا بلکہ ہر سورہ' ہر رکوع' ہر صفحہ اور ہرپارے میں کتنی آیات ہیں اور ان آیات میں ہر آیت کے کتنے اجزاء ہیں یہ باتیں بھی ازبر تھیں۔ قاری صاحبؒ اپنی اس مہارت کاملہ کا جگہ جگہ مظاہرہ کیا کرتے تھے اور سننے والے عش عش کر اٹھتے تھے اور قرآن کریم کے اس معجزہ پر ورطہ حیرت میں پڑ جاتے تھے کہ اس زمانے میں بھی کمال کا حافظہ رکھنے والے موجود ہیں۔

کوئی شخص آپ کے زیر استعمال قرآن کریم کا صفحہ نمبر بتاتا تو آپ فورا" جواب دیتے کہ اس صفحہ کا پہلا حرف یہ ہے۔ آیت نمبر یہ ہے سورہ نمبر یہ ہے۔ اس صفحہ کا آخری حرف آخری آیت یہ ہے۔ اس صفحہ میں کتنے رکوع ہیں اور ان رکوعات کی آخری آیات نمبر یہ ہیں۔ اسی طرح آیت کا حوالہ نمبر کے ساتھ دینے پر فورا" آیت کی تلاوت کردیتے تھے۔ اور پچھلی آیات بھی ان کے نمبرات کے ساتھ مسلسل روانی سے بتادیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی پارہ' صفحہ' رکوع' آیت یا آیت کا کوئی جزو اپنے دل میں سوچ لے تو اسے بھی چند سوالات کی مدد سے اخذ فرمالیتے تھے۔ مزید برآں یہ کہ انھیں سال پیدائش اور سال وفات بتائی جاتی تو اس کے مطابق عدد والی آیت' فورا" بتلادیتے تھے جو ایک اور نایاب کمال اور حیرت انگیز حافظہ کی علامت تھی۔

یہ آپ کا ایک معمولی مظاہرہ ہوتا تھا۔ باقی عجیب و غریب انداز سے مظاہرہ کرتے تھے اور سننے والوں کی زبان سے آپ کے صحیح جوابات سن کر بے ساختہ سبحان اللہ ماشاء اللہ الحمدللہ کے الفاظ نکل پڑتے۔ اسی طرح کا ایک مظاہرہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ کے سامنے کیا تو حضرت اس قدر خوش ہوگئے کہ اٹھ کر گلے لگایا اور اس وقت جو کچھ جیب میں تھا انعام کے طور پر آپ کی نذر کردیا۔

سعودی عرب عمرے کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں بڑے بڑے علماء کرام کی محفلوں میں مظاہرہ کیا تو وہ بھی حیران رہ گئے کہ قرآن پر اس قدر عبور بھی ہوسکتا ہے۔ خصوصا" مسجد نبویؐ کے امام عبدالرحمان الخذیفی مدظلہ تو بہت ہی

مسرور ہوئے اور آپ کو بہت دعاؤں سے نوازا اور اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنے صاحبزادوں کو قاری صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے درخواست کی کہ آپ ان کے لئے دعا فرمائیں۔

قاری صاحبؒ کی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح دوسرے حفاظ و قراء بھی اپنے اندر یہ کمال پیدا کریں اس کے لئے قاری صاحب موصوف نے حفاظ قرآن کی ایک بڑی مشکل حل کرنے کی طرف توجہ فرمائی اور "متشابہات القرآن" پر نئے انداز اور جدید اسلوب میں قلم اٹھایا' حضرات حفاظ کی اصطلاح میں "متشابہ" ایسی آیت وغیرہ کو کہتے ہیں جو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بعینہ یا اس کے قریب قریب آئی ہو۔ جب کہ حضرات فقہاء و محدثین کے نزدیک اس کا دوسرا مفہوم ہے۔

"متشابہات القرآن" کے موضوع پر اگرچہ بعض کتابیں موجود ہیں لیکن حفاظ کو اس میں یہ دشواری پیش آتی ہے کہ تلاوت کے لئے اس کتاب کا ساتھ رکھنا ممکن نہیں ہوتا' بالخصوص جب کہ قرآن کریم میں دیکھ کر تلاوت کی جارہی ہو تو یہ دشواری اور زیادہ ہوجاتی ہے۔

قاری صاحبؒ اور آپ کے شاگرد و فرزند مجازی قاری سلیم رفیق نے برسوں کی عرق ریزی کے بعد اپنی زندگی بھر کے تجربات کو "القرآن الکریم مع تشریح المتشابہات" کے نام سے شائع کیا ہے جو دوران حفظ اور حفظ کرنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ بہترین ممد و معاون ثابت ہوگا۔ اس قرآن کریم میں ہر صفحہ کے حاشیہ پر اس صفحہ پر موجود متوقع متشابہات کے تمام حوالے' یعنی فلاں آیت یا فلاں الفاظ قرآن کریم میں کہاں کہاں اور کتنی مرتبہ آئے ہیں درج ہیں اور ہر وہ آیت یا ٹکڑا جو ہو بہو اعراب اور حروف کے ساتھ پورے قرآن کریم میں کم از کم پانچ مرتبہ آیا ہے اسے اردو انگریزی ترجمے کے ساتھ قرآن پاک کے آخر میں ضمیمہ کے عنوان سے یکجا کردیا ہے' نیز حفظ قرآن کریم کو آسان اور پختہ کرنے کے لئے متعلقہ صفحہ پر اور خصوصاً "ضمیمہ" میں توجہ طلب کے خانے میں آیات کو جو ذرا سی تبدیلی کے ساتھ صرف ایک یا چند بار آئی ہیں یا صرف ایک سورہ یا پارہ میں موجود ہیں علیحدہ لکھ دیا گیا ہے ساتھ ہی اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ اس سے عام پڑھنے والے کی تلاوت بھی متاثر نہ ہو' اسے کوئی رکاوٹ یا مشکل بھی پیش نہ آئے اور حفظ کے طلبہ بھی بھرپور فائدہ اٹھاسکیں۔

چونکہ یہ محنت کسی ایک ملک و قوم کے لئے خاص نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ہے اس لئے الحمدللہ اس کا عربی ایڈیشن "القرآن الکریم مع ذکر المتشابہات" کے نام سے بھی شائع کیا گیا ہے جسے امام خانہ کعبہ الشیخ عبدالرحمان السدیس اور ائمہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الشیخ علی عبدالرحمان الحذیفی' الشیخ ابراہیم الاخضر' الشیخ قاری محمد ایوب اور الشیخ عبدالباری الثبیتی صاحبان کو پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور انہوں نے اسے بے حد پسند فرمایا۔ خیال رہے کہ اس کے حواشی پر درج تمام حوالوں کا عربی ترجمہ جناب علامہ ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار صاحب نے حج کے دوران مقامات مقدسہ اور حرمین شریفین میں بڑی توجہ و اخلاص کے ساتھ فرمایا۔

اس کے علاوہ قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ناظرہ قرآن کریم کے حصول کو سہل بنانے کے لئے تین ماہ میں قرآن کریم سکھانے والا کورس (جدید نورانی قاعدہ) الدروس الحلیمیہ ترتیب دیا۔ دین کی بنیادی معلومات پر مشتمل تعلیم الاسلام سوال و جواب کی شکل میں چھ کیسٹوں میں تیار کی۔ جدید سائنٹفک طریقہ سے قرآن کریم سیکھنے اور اس کی اصلاح کے لئے ہر لفظ کے بعد وقفوں کے ساتھ تعلیمی ریکارڈنگ "آیئے قرآن شریف پڑھنا سیکھیں" چونسٹھ کیسٹس میں ریکارڈ کرنے کی سعادت بھی انہیں حاصل ہوئی۔

قاری عبدالحلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ ایک باکمال شخصیت تھے آپ کے علم و فن کی تعریف و توصیف میں مختلف مکاتب فکر کے تمام جید علماء حضرات فرماتے ہیں کہ آپ قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ بے شک حفظ کلام الٰہی کی تاریخ میں منفرد' یکتا اور بے ہمتا شخصیت تھے۔ آپ ۸ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۵ جون ۱۹۹۶ء کو ۵۴ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد اس دار فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی کی طرف منتقل ہوگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے' ان کی تمام کاوشوں کو قیامت تک ان کے لئے صدقہ جاریہ اور نافع خلائق بنائے' ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ (آمین)

○

بقیہ: تاریخی ڈائری

بوسیدگی کی وجہ سے دشمنوں کو پناہ گزینوں کا شبہ تک نہ ہوا وہ ادھر ادھر دیکھ بھال کر چلے گئے چوتھے روز نور وحدت سے جھلملانے والے ستارے غار کے اندھیرے سے نکلے بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کھانا لے کر پہنچیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام عامر رضی اللہ عنہ اونٹنیاں لیکر حاضر ہوا دونوں سبک رفتار اونٹوں پر سوار ہوئے اور مدینے کی طرف چل پڑے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: آپ کے مسائل

نہیں ہوا ہو؟ اور اس طرح کیا وہ شخص قربانی کرسکتا ہے جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو؟ کیونکہ ہم گزشتہ چار سالوں سے اللہ کے فضل و کرم سے قربانی کررہے ہیں جبکہ ہم میں سے کسی کا بھی عقیقہ نہیں ہوا۔ اور میرے بڑے بھائی پچھلے سال سعودی عرب نوکری پر گئے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور خانہ کعبہ کی زیارت سے مع عمرہ کے اسی عیدالفطر پر مشرف فرمایا۔

ج...... عقیقہ کا ہونا قربانی اور عمرہ کیلئے کوئی شرط نہیں۔ اس لئے جس کا عقیقہ نہیں ہوا اس کی قربانی اور عمرہ صحیح ہے۔

احرام باندھنے کے بعد اگر بیماری کی وجہ سے عمرہ نہ کرسکے تو اس کے ذمہ عمرہ کی قضا اور دم واجب ہے

س...... عمرہ کے لئے میں نے ۲۷ رمضان المبارک کو جدہ سے احرام باندھا لیکن میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی' میں بالکل چل نہیں سکتا تھا اور مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا کہ میں ۲۷ رمضان المبارک کو عمرہ ادا نہ کرسکا اور میں نے وہ احرام عمرہ ادا کرنے کے بغیر کھول دیا۔ میں نے مجبوری سے عمرہ ادا نہیں کیا۔ اس گناہ کی بخشش کس طرح ہوسکتی ہے؟

ج...... آپ کے ذمہ احرام توڑ دینے کی وجہ سے دم بھی واجب ہے اور عمرہ کی قضا بھی لازم ہے۔

ذی الحجہ میں حج سے قبل کتنے عمرے کئے جاسکتے ہیں

س...... ایام حج سے قبل (مراد یکم تا ۸ ذی الحجہ ہے) لوگ جب وطن سے احرام باندھ کر جاتے ہیں تو ایک عمرہ کرنے کے بعد فارغ ہوجاتے ہیں' سوال یہ ہے کہ وہ اس دوران مزید عمرے کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... حج تک مزید عمرے نہیں کرنے چاہئیں۔ حج سے فارغ ہوکر کرے' حج سے پہلے طواف جتنے چاہے کرتا رہے۔

یوم عرفہ سے لیکر ۱۳ ذی الحجہ تک عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے

س...... میرے دوستوں کا کہنا ہے کہ حج کے اہم رکن یوم عرفہ سے لیکر ۱۳ ذی الحجہ تک عمرہ کرنا ممنوع ہے۔ اگر ممنوع ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

ج...... یوم عرفہ سے ۱۳ ذوالحجہ تک پانچ دن حج کے دن ہیں۔ ان دنوں میں عمرہ کی اجازت نہیں۔ اس لئے عمرہ ان دنوں میں مکروہ تحریمی ہے۔

عمرہ کا ایصال ثواب

س...... اگر کوئی شخص عمرہ کرتے وقت دل میں یہ نیت کرے کہ اس عمرہ کا ثواب میرے فلاں دوست یا رشتے دار کو مل جائے' یعنی میرا یہ عمرہ میرے فلاں رشتہ دار کے نام لکھ دیا جائے تو کیا ایسا ہوسکتا ہے؟

ج...... جس طرح دوسرے نیک کاموں کا ایصال ثواب ہوسکتا ہے' عمرہ کا بھی ہوسکتا ہے۔

جبار کارپیٹس
ڈیلرز
زینت کارپٹ • مون لائٹ • پاک پنجاب کارپٹ
لیونائیٹڈ کارپٹ • ویلنٹ کارپٹ • اولمپیا کارپٹ
PH:6646888-6647655
FAX:092-21-521503
مساجد کیلئے خاص رعائت
۴۔ این آر ایونیو نزد جیری پوسٹ آفس بلاک جی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

REGD. NO. SS-160

عالمِ اسلام کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

یہ ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب ہے

- جو قادیانیوں کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں اور گستاخیوں کے مستند دستاویزی ثبوت لیے ہوئے ہے۔
- جسے دس سال کی شبانہ روز انتھک محنت کے بعد مکمل کیا گیا ہے
- جس میں قادیانی کتب اور اخبارات و رسائل کے 50 ہزار سے زائد صفحات کھنگالنے کے بعد قادیانیوں کے مذموم عقائد و عزائم کے تحریری ثبوت یکجا کر دیے گئے ہیں۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنے عقائد کی سچی اور بھیانک تصویر دیکھ کر راہِ ہدایت پا سکتا ہے۔
- جو سادہ لوح مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو سکتی ہے۔
- جس کا مطالعہ علماء، خطباء، وکلا، اساتذہ اور طلباء کو فتنۂ قادیانیت کے خلاف مضبوط دلائل اور ٹھوس معلومات کا ذخیرہ فراہم کرے گا۔
- جسے قادیانیت کے خلاف ہر عدالتی مقدمہ، بحث اور مناظرہ میں مستند حوالے کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔
- جسے تمام مکاتیبِ فکر کے جید علماء کرام اور نامور اہلِ علم و دانش کی خواہش اور سرپرستی میں تیار کیا گیا۔

ہوشربا انکشافات

حیرت انگیز معلومات

سنسنی خیز واقعات

سارے راز بے نقاب

ناقابلِ تردید حقائق

بند کتابوں کی کھلی کہانی

قادیانیت پر مکمل انسائیکلوپیڈیا

ہر گھر اور لائبریری کی ضرورت

دیباچہ نگار: حضرت خواجہ خان محمد امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان • حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہٗ نائب امیر • حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ناظمِ اعلیٰ • حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہٗ ایڈیٹر ختمِ نبوت کراچی انٹرنیشنل • جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری سپریم کورٹ آف پاکستان • جناب مجید نظامی چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت • ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل حمید گل سابق سربراہ آئی ایس آئی • پروفیسر محمد سلیم مدیر سر راہے روزنامہ نوائے وقت۔

کمپیوٹر کتابت • بہترین کاغذ • دیدہ زیب طباعت • مضبوط جلد • جدید ڈیزائننگ • جاذبِ نگاہ انتہائی خوبصورت ٹائٹل • صفحات : 864
قیمت : 300 روپے • جماعتی کارکنوں کے لیے خصوصی رعایت "قیمت صرف 200 روپے مع 20 روپے ڈاک خرچ (ترسیل بذریعہ منی آرڈر، وی پی ہرگز نہ ہوگی)

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان ☎ 514122

مکتبہ تعمیرِ انسانیت اردو بازار لاہور
فون 7237500